JUSTICE AND EMPOWERMENT OF MINORITIES

جیم خبرنامہ

ستمبر ۲۰۲۳

ڈایرکٹر کے قلم سے

ماہ اگست کو اقلیتوں کے لیے نفرت انگیز مہینہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ گزشتہ سال اگست میں اقلیتوں کے خلاف نفرت کے کل 29 تصدیق شدہ معاملات درج ہوئے ، جب کہ اگست 2023 میں ایسے معاملات کی تعداد 114 ہیں۔ پورے مہینے میں ہریانہ کے مسلمان دائیں بازو کی ہندوتوا تنظیموں کے نشانے پر رہے۔یہاں تک کہ پنجاب و ہریانہ ہائی کورٹ نے سرکار کے ذریعہ غیر قانونی انہدامی کارروائی کو' نسل کشی' سے تعبیر کرتے ہوئے سوال اٹھایا اور ریاستی حکومت کو فوری طور پر اسے روکنے کا حکم دیا۔ کورٹ کے اس تبصرے کو بین الاقوامی میڈیا میں کافی جگہ دی گئی اور کافی مذمتیں بھی ہوئیں، جن سے متاثرہ مسلم کمیونٹی کو تھوڑی امید پیدا ہوئی ہے۔

ماہ اگست میں نفرت انگیز جرائم میں اس قدر اضافہ کے مدنظر یہ کہاجاسکتا ہے کہ اب یہ نعرہ، 'دیش کے غداروں کو، گولی مارو سالوں کو' ملک میں دائیں بازو کی ہندوتوا تنظیموں کا عام نعرہ بن گیا ہے۔ نوح تشدد کے علاوہ دیگر مسلم مخالف معاملات میں چونکادینے والی بات یہ ہے کہ اب ملک میں تعلیمی ادارے بھی فرقہ واریت کے زہر سے پاک نہیں ہیں ۔یہ ملک کی بدقسمتی ہے کہ اساتذہ اپنے مسلم طالب علموں کا مذاق اڑانے یا اسے مذہب کی بنیاد پر رسوا کرنے میں ملوث پائے گئے ۔ اس سلسلے میں خاص طور پر جو واقعات نئ دہلی اور یوپی میں پیش آئے جس سے سرشرم سے جھک جاتا ہے۔

اسی طرح چندریان ۔۳ کے کامیاب مشن کو فرقہ واریت کا موضوع بنایا گیا، جب مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز نے کارٹون شائع کیے جس میں کہا گیا کہ 'چاند وقف املاک نہیں ہے'، حالاں کہ اس کامیابی پر ہر ہندستانی نے خوشی منائی اور فخر محسوس کیا، لیکن اسے بھی ہندوتوا تنظیموں کے ذریعہ تفریق کا سامان بنادیا ۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے مختلف حصوں سے دلت برادری کے خلاف مظالم کے کئی واقعات رپورٹ ہوئے، ساتھ ہی حکومت کی طرف سے مسلم پرسنل لا کے خلاف مذموم مہم چلائی گئ ۔

ایک اور متنازعہ مسئلہ آئین کے آرٹیکل 370 کی منسوخی سے متعلق سامنے آیا ،حالاں کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے، اس سلسلے میں چیف جسٹس آف انڈیا، جسٹس چندرچوڑ نے مرکزی حکومت کے اقدام کی قانونی حیثیت کے خلاف سخت موقف اختیار کیا اور یہ بھی پوچھا کہ ریاست کا درجہ کب تک دیا جائے گا۔ اگرچہ حکمران پارٹی کا ایجنڈا ترتیب دینے والی مشینری کے مطابق، اس مسئلے کا ذکر کرنے والے کو غدار سمجھا جاتا ہے، لیکن CJI نے اپنے جائزے اور سوالات کو ہندوستان کے قانون اور آئین کی بنیاد پر اٹھایا، جس سے عوام کو تسلی ملتی ہے۔ عام شہری میں یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ ابھی سب کچھ ختم نہیں ہوا، ابھی بھی ایسے کچھ جج اور لیڈر ہیں جو غلط کو غلط کہنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے میڈیا کو یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ خود ضابطہ کوڈ نافذ کریں، تاکہ نفرت انگیز طاقتوں کا آلہ کار نہ بنیں ۔ نوح تشدد کے پس منظر میں، سپریم کورٹ نے ایک بار پھر نفرت انگیز تقاریر کے خلاف اپنے حکم کا اعادہ کیا اورواضح کیا کہ نفرت انگیز تقاریر کے خلاف اس کا حکم سب پر یکساں لاگو ہے اور ریاستیں مذہب کی بنیاد پر کسی امتیاز کے بغیر کارروائی کرنے کی پابند ہیں۔ جسٹس سنجیو کھنہ اور ایس وی این بھٹی کی بنچ نے 20 اگست اس سلسلے میں واضح پیغام دیا ہے۔

جیم کی ٹیم نے نئ دہلی کی سڑک پر ایک نئ اور افسوسناک چیز دیکھی کہ کئ کاروں پر "ہندو" اسٹیکر گاڑی کے پیچھے کے شیشے کی زینت بنا ہوا تھا ۔ پہلے لوگ ان اسٹیکروں کے ذریعے اپنی ذاتوں اور سیاسی وابستگیوں کو ظاہر کرتے تھے، لیکن اپنے مذہب کا کھلے عام اعلان کرنے والا یہ نیا رجحان تشویشناک اور ناپسندیدہ ہے ۔ حیران کن طور پر اس طرح کے اسٹیکرز مختلف ای کامرس ویب سائٹس پر دستیاب ہیں۔

76 ویں یوم آزادی کے موقع پر قوم سے اپنے خطاب میں پی ایم مودی نے ہندوستان کے 'امرت کال' کے لیے ایک روڈ میپ دیا، یعنی اگلے 25 سالوں میں ہندوستان ایک عالمی طاقت ہوگا، انھوں نے تین 'برائیوں کی نشاندہی کی۔ جس نے قوم کو متاثر کیا یعنی بدعنوانی، اقربا پروری اور خوشامدی اور انھوں نے ترقی کے راستے کی نشاندہی کی — اور امید کی کہ شفافیت اور معروضیت اور خود احتسابی سے ہم اس پر فتح حاصل کرلیں گے۔

محمود اسعد مدنی

ڈائریکٹر، JEM

اگست راؤنڈ اپ

جو لائیکے آخر میں میوات میں فرقہ واریت کی جو آندھی چلی تھی ، اس نے اگست میں بھی فضا کو مسموم رکھا ، ان فرقہ وارانہ صورت حال کو بڑھاوا دینے میں نفرتی بیانات اور پروگراموں کا بڑا کردار رہا ۔ *The HindustanTimes* کی رپورٹ کے مطابق شرپسندوں نے ہریانہ کے صرف ایک ضلع میں 11 قصبوں اور بستیوں کو نشانہ بنایا ۔ پانچ دن کے اندر 1,208 عمارتیں اور دیگر ڈھانچے منہدم کیے گئے جن میں سے اکثریت کی ملکیت مسلمانوں کے نام تھی ۔ جب کہ جمعیۃ علماء ہند جس کی ٹیم لگاتار وہاں میدان میں کام کررہی ہے ، اس کے مطابق وہاں 300 مکانات منہدم ہوئے، 246دکان منہدم ہوئے اور 14 مساجد پر شرپسندوں نے حملہ کیا۔

جن لوگوں کی جائیدادیں مسمار کی گئیں ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں انتظامیہ کی طرف سے کوئی نوٹس نہیں دیا گیا اور نہ ہی انہدامی کارروائی سے قبل کوئی اطلاع دی گئی۔ اگر اس معاملے میں 7 اگست کو پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کی مداخلت نہ ہوتی تو شایدیہ تعداد زیادہ ہوتی۔

عدالت نے یک طرفہ انہدامی کارروائی کے پیش نظر سرکار سے سوال کیا کہ کیا وہ "نسل کشی" کے عمل میں ملوث ہے؟۔ سماعت کے دوران ہائی کورٹ نے نوح میں جاری انہدامی مہم پر فوری روک بھی لگادی۔ عدالت نے نوح اور گڑگاؤں میں جاری انہدامی سرگرمیوں کی خبروں کی بنیاد پر ازخود نوٹس لیا تھا ۔ اخباری رپورٹوں میں ہریانہ کے وزیر داخلہ کا براہ راست حوالہ دیا گیا، جہاں انھوں نے ذکر کیا کہ بلڈوزر کا استعمال درحقیقت 'علاج' کی ایک شکل ہے کیونکہ حکومت فرقہ وارانہ تشدد سے نمٹ رہی ہے۔ عدالت نے وزیر داخلہ کے اس بیان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ "طاقت بدعنوان ہوتی ہے اور مطلق طاقت بالکل بدعنوان ہوتی ہے" ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ ہندستان کا آئین اس ملک کے شہریوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور اس طرح کی کوئی توڑ پھوڑ نہیں کی جاسکتی۔ " عدالت نے اپنے تبصرے میں یہ بھی کہا کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مسمار کی گئی جائیدادیں نوح، نلہڑ، پنہانہ، تاؤڑو، مبارک پور، شاہ پور، اگاؤں، ادبار چوک، نلہڑ روڈ، ترنگا چوک اور نگینہ کے شہروں اور دیہاتوں تک کو محیط ہیں۔

نوح کے فرقہ وارانہ تشدد اور منی پور کے دل دوز واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف چیتن بھگت نے اپنا ایک مضمون *Times of India* کے لیے لکھا ہے ، جس کی شاہ سرخی "کتنی نفرت کو زیادہ نفرت کہا جائے "؟ انھوں نے تبصرہ کیا کہ منی پور کی ویڈیو نے قوم کو ہلا کر رکھ دیا ، اس نے پورے ملک کو بے چین اور پریشان بھی کردیا۔ 2023 میں ایک ہجوم دن کی روشنی میں ایسا کر سکتا ہے، یہ سن کر دل بہت پریشان ہوتا ہے۔ مقامی لوگوں کے درمیان جو بھی اختلافات ہوں، اس طرح کے اقدامات کو ہرگز جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم اس واقعے کے خلاف پورے ہندستان کا متحدہ طور پر کھڑا ہوجانا ہندوستانی سماج اور سیاست کے بارے میں ہمیں اس سچائی سے روبرو کرتا ہے کہ اکثریتی سوچ اور برتری کو ظاہر کرنے کی ایک حد ہوتی ہے ، اس سے زیادہ ہندستان کے لوگ برداشت نہیں کرسکتے ۔ تعصب اور منافرت اگر حد سے بڑھ جائے تو ہندستانی سماج اسے رد کردے گا ۔ ہندؤوں کا یہی جذبہ ایک حقیقی جذبہ ہے۔ اسے کئی دہائیوں تک نظر انداز کیا گیا، لیکن لاکھوں لوگوں نے اب اسے محسوس کیا ہے۔ موجودہ حکومت

نے اسے اپنا نے میں مہارت حاصل کی اور باقاعدہ اعتبار دیا اور اسی وجہ سے اسے دوبار لوک سبھا انتخابات میں شاندار کامیابی ملی ۔ جمہوریت بہر حال، عوام کی مرضی کو پورا کرنے کا نام ہے اور یہی چیز ہے جسے (ہندو تو کے چچا) اور دوسرے لاکھوں لوگ چاہتے تھے ۔

تاہم بعض اوقات یہ سب 'بہت زیادہ' ہو جاتا ہے، جیسا کہ منی پور ویڈیو سے ظاہر ہوتا ہے، جہاں اکثریتی برادری کا ہجوم اقلیتی برادری کی خواتین پر حملہ کر رہا ہے۔ چچا اور ان کے دوستوں نے ویڈیو کے خلاف سخت مذمتی بیان جاری کئے۔ ان کے نزدیک بھی یہ مہذب معاشرہ کا عمل نہیں ہو سکتا۔ جب واقعی کچھ برا ہوتا ہے، جیسا کہ منی پور ویڈیو میں ظاہر ہوا ، توچچا کو گہرا دکھ محسوس ہوتا ہے۔ وہ صرف ملک میں جینے کا ایک اچھا ہندو طریقہ دینا چاہتے تھے۔ لیکن جب یہاں کچھ بدل جاتا ہے، تو چچا کچھ ایسا کر سکتے ہیں جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا — یعنی اپنی سیاسی سوچ کی تبدیلی۔ وہ صرف اچھے ہندو طرز زندگی کی حمایت کرنا چاہتے تھے، کسی ہجوم کا حصہ نہیں بننا چاہتے تھے یا ہجوم کی حمایت کرتے ہوئے خود کو پیش کرنا نہیں چاہتے تھے۔

بھگت نے آگے تبصرہ کیا ہے کہ "تفریق پر مبنی سیاست کی بنیاد پھسلنے والی ڈھلان پر ہو تی ہے۔ جیسے کہ مرچ ، اس کا تھوڑا سا استعمال تو ٹھیک ہے ، اس سے آپ کے کھانے میں لطف بڑھتا ہے، لیکن زیادہ ہمیشہ نقصان دہ ثابت ہے۔ اوسط ہندو کی نفسیات کو سمجھنا بہت اہم ہے۔ منی پور کو کبھی بھی اس افسوسناک راہ پر آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی۔ نرم اور بے ضرر نظر آنے والا تعصب کو قابل مذمت چیز میں بدلنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔ اور یہ نہ تو کسی قوم کے لیے اچھا ہے اور نہ ہی اس سے سیاسی طور پر کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ تعصب کو قابو میں رکھیں اور بہتر تو یہ ہے کہ اس سے بچیں۔

2 اگست کو پورا ملک ایک بھیانک نفرت انگیز جرائم سے حیران رہ گیا، جب ٹرین میں تعینات RPF ریلوے پروٹیکشن فورس کے ایک جوان نے اپنی اسالٹ رائفل سے اپنے اعلیٰ افسر اور دیگر تین مسلمانوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ *ٹائمز آف انڈیا* کے ذریعہ جاری کردہ ٹائم لائن سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے چلتی ٹرین میں مسافروں کو 40 منٹ کی مدت تک خوف و ہراس میں رکھا ،جب وہ حراست میں لئے جانے سے پہلے متاثرین کی تلاش میں بوگیوں سے گزررہا تھا۔ اس واقعے پر ادارتی طور پر تبصرہ کرتے ہوئے ٹائمز آف انڈیا نے لکھا ہے کہ ہندستان کا داخلی سلامتی کا میدان وسیع تر ہو گیا ہے اور مزید عسکری شکل اختیار کر گیا ہے، پھر بھی یہاں تشویش کی بات یہ ہے کہ کیا جن لوگوں کو فوج میں داخل کیا جاتا ہے، کیا ان کی توجہ و نگرانی کا کوئی نظام ہے؟ ۔ آخر کار وہ شخص بھی ایک انسان ہے جس کو فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ کب فائر کرنا ہے۔ کیا فورسز میں نقصان برپا کرنے والے اہلکاروں کی شناخت کا کوئی مناسب نظام موجود ہے؟

نوح کی جھڑپوں پر تبصرہ کرتے ہوئے *Hindustan Times* نے اپنے اداریہ" نوح جھڑپوں پر سرکار کی خاموشی ' میں بہت ہی چبھتے ہوئے سوالات پوچھے ہیں کہ ہندوستان سمیت ہر ملک کا دارالحکومت سب سے حساس جگہ مانا جاتا ہے، جہاں تہ بہ تہ سیکوریٹی ہوتی ہے ۔ للہذا اگر دارالحکومت 20 سربراہان مملکت کی میزبانی کرنے سے ایک ماہ قبل فرقہ وارانہ جھڑپوں کی زد میں آجاتا ہے، تو ہریانہ انتظامیہ سے سخت سوالات

تقریر یا تشدد نہ ہو۔ لیکن ان تنظیموں کے لیے یہ احکام بے معنی ثابت ہوئے جیسا کہ مونومانیسر کی نگاہ میں قانون کی کوئی اہمیت نہیں ہے ۔ ریاستی مشنری کو یہ سب نظر بھی نہیں آتا ہے ، وہ قانون کے پورے وزن سے شرپسندوں کو محفوظ کرنے میں لگی ہے ۔ لیکن وہ جو لاقانونیت پھیلاتے ہیں وہ ہندوستان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ ملک کے پاس چین+1 کے ہدف تک پہنچنے اور اپنے شہریوں کے لیے خوشحالی حاصل کرنے کے لیے چند سالوں کا وقت ہے۔ لیکن ہر ہنگامہ جو راتوں رات کاروبار کو روکتا ہے یا اس سے بھی بدتر صورت حال پیدا کرتا ہے، نئی سرمایہ کاری کو روکتا ہے، سماجی ہم آہنگی کو متاثر کرتا ہے جو پورے ملک کے لیے تکلیف دہ ہے۔ بھارت نوح جیسے واقعات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ حکومت ہند کو سمجھنا چاہیے ۔

The Hindu نے نوح جھڑپوں پر اپنے اداریے میں تبصرہ کیا ہے کہ ریاست کو فرقہ وارانہ تصادم کی صورت میں غیر جانبدار رہنا چاہیے، اداریے میں مزید کہا گیا کہ ایک ایسے وقت میں جب منی پور میں نسلی جھڑپوں کے جھٹکے ابھی ختم نہیں ہوئے تھے، ہریانہ اور پھر قومی راجدھانی کے آس پاس کے علاقوں میں فرقہ وارانہ تصادم میں اس ہفتے چھ جانیں جا چکی ہیں ۔ حکمراں بھارتیہ جنتا پارٹی سے وابستہ گروہوں کی طرف سے یہ تاثر دیا گیا کہ ہریانہ میں پولس کا مکمل بندوبست نہیں تھا ۔ ہریانہ انتظامیہ کو تشدد کے مرتکب افراد کے خلاف سخت کارروائی کرنی چاہیے، اور امن کو یقینی بنانے کے لیے چوکس اور غیر جانبدار رہنا چاہیے۔

سوکمار مرلی دھرن نے نوح تشدد پر The Hindu کے لیے

پوچھے جانے کی ضرورت ہے۔ یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ حساس معاملات میں سرکار وں کا رویہ بہت ہی غیر ذمہ دارانہ ہوتا ہے ، مونو یادو یا مونو مانیسر - بھیوانی میں دو مسلمان مردوں کے قتل سمیت سنگین مقدمات میں مطلوب ہونے کے باوجود، معجزانہ طور پر فرار ہے — اس کے باوجود وہ ویڈیو جاری کرتا ہے ، لیکن حکام نے کچھ نہیں کیا۔ کیا انتظامیہ کو ویڈیو کا علم نہیں تھا؟ مونویادو کو کیوں نہیں گرفتار کیا گیا ؟ نوح میں مخدوش صورتحال کے باوجود منصوبہ بند ریلی کو آگے کیوں جانے دیا گیا؟ کیا انٹیلی جنس کی رپورٹ اتنی ناقص تھی کہ انتظامیہ اس بارود کی ڈھیر کا پتہ نہیں چلا پائی ، جس پر وہ بیٹھی تھی ؟

3 اگست ٹائمز کو Times of India نے اپنے اداریے میں ایک بار پھر نوح کی جھڑپوں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، تبصرہ کیا کہ مفرور مونو مانیسر اور بجرنگ دل کے ایک اور لیڈر بٹو بجرنگی کی ویڈیوز اور جوابی ویڈیوز نے اس فساد کی بنیاد رکھی۔اور پھر بدامنی پاس کے گروگرام میں بھی پھیل گئی، یہاں تک کہ کارپوریٹ کمپنیوں کے دفاتر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر تشدد اور خوف کا عالم تھا۔ اب جب کہ ملینیم سٹی اور ریاست کا باقی حصہ معمول پر آرہا ہے ، کھٹر انتظامیہ کو جواب دینا چاہیے کہ اس نے روکے جانے والے اس بحران کو روکنے میں کوتاہی کیوں برتی؟۔ ٹائمس آف انڈیا نے مزید تبصرہ کیا ہے کہ نوح تشدد کے بعد، وی اچ پی اور بجرنگ دل نے دہلی-این سی آر میں اور بھی زیادہ مظاہرے اور پروگرام منعقد کئے۔ سپریم کورٹ نے مرکز اور متعلقہ ریاستی حکومتوں کو ہدایت دی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اس دوران کوئی نفرت انگیز

ادار یہ لکھا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہریانہ کا نوح قومی دارالحکومت سے زیادہ دور نہیں ہے، وہاں جو ہوا وہ ایک طے شدہ حکمت عملی کا حصہ ہے ۔ مذہبی تقریبات کبھی برادرانہ ہم آہنگی کو تازہ کرتی تھیں ، اب وہ جارحیت دکھائے بغیر نامکمل ہیں۔ مذہبی جلوس میں ہندو توا کے حامی اپنے توسیع پسندانہ ارادے کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اسے ثابت کرنے کے لیے ہر بار ایک نیا طریقہ آزمایا جاتا ہے ۔ ریاستی طاقت اب آئینی

اصولوں کو برقرار رکھنے کے بجائے اس پروگرام کا ایک حصہ بنتی جارہی ہے۔ گاؤ رکشک ہونا یا نگرانی کرنا علمی اصطلاح میں جبر کا ایک ایسا متبادل نظام ہے جو اپنی اخلاقیات دوسروں پر تھوپنے کی راہ ہموار کرتا ہے ۔ جو ریاست کے احکام کے خلاف ورزی کرنے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتا ، لیکن ہندوستان میں صورت حال اس سے مختلف ہے۔ ہندوتوا طاقتوں کی نگرانی کا عمل یہاں پر ریاست کی طرف سے جبر کی جائز اجارہ داری کو ختم کرتا ہے جو ملک کے آئین کے لیے شدید خطرہ ہے ۔

نستولاہیبار نے *The Hindu* میں شائع ہونے والے اپنے مضمون *The aggressive arm of Hindutva* میں بجرنگ دل کی ابتدا اور عروج کی تفصیل دی ہے، جس پر الزام ہے کہ وہ نوح ہریانہ میں فرقہ وارانہ تصادم کے پیچھے اصل کردار ہے ۔ نستولا نے لکھا ہے کہ بجرنگ دل، وی ایچ پی کی یوتھ ونگ ہے جسے سنگھ کا سب سے اہم حصہ سمجھاجاتا ہے ، جو گائے کے تحفظ، مذہب کی تبدیلی اور 'لو جہاد' کو روکنے کے نام پر متنازعہ سرگرمیوں میں شامل ہونے کے لیے بدنام ہے۔ بجرنگ دل 1984 میں رام جانکی رتھوں کی حفاظت کے لیے قائم کی گئی تھی جو ایل کے اڈوانی کی قیادت میں رام مندر تحریک کے لیے اتر پردیش کے مختلف اضلاع میں چلائی گئیں ، لیکن اب یہ ہندوتوا کے جارحانہ ایجنڈے کا حصہ بن گیا ہے ۔ ان جارحانہ ایجنڈوں میں گائے کی حفاظت، تبدیلی مذہب مخالف سرگرمیاں اور 'لو جہاد' جیسی تحریکیں شامل ہیں۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد، مرکز کی طرف سے اس تنظیم پر ایک سال کے لیے پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ 1993 میں پابندی ہٹنے کے بعد، سابق بی جے پی ایم پی ونے کٹیار اس کے پہلے آل انڈیا سربراہ

بن گئے۔ اس بجرنگ دل کا تعلق ویلنٹائن ڈے کے دوران جوڑوں پر ہونے والے باقاعدہ احتجاج اور حملوں سے بھی ہے، جسے ایک مغربی تصور سمجھا جاتا ہے ۔ تبدیلی مذہب مخالف سرگرمیاں بھی بجرنگ دل کے ایجنڈے میں اہم ہیں۔ بی جے پی کے ایک ترجمان مسٹر ونود بنسل کا دعویٰ ہے کہ بجرنگ دل کی سرگرمیوں نے 85,000 گاؤ ونش کو بچایا ہے، اور یہ کہ "گائے کے اسمگلروں پر ہزاروں ایف آئی آر درج کرائی گئیں۔ ہم نے اپنی تقریباً 52,000 بہنوں کو جنہیں لو جہاد پر مجبور کیا جا رہا تھا، مشکل حالات سے نکالنے میں مدد کی ہے۔" تبدیلی مذہب مخالف سرگرمیوں اور 'لو جہاد' کے خلاف ہماری لڑائی جاری ہے۔

وبھوتی نارائن رائے، سابق ڈائریکٹر جنرل آف پولیس، اتر پردیش، اور 1987 کے ہاشم پورہ، یو پی قتل عام کے واقعہ نگار نے *Times Hindusta* میں شائع اپنے مضمون میں تبصرہ کیا ہے کہ فساد کے بعد انتظامیہ کا رد عمل بہت ناقص تھا، اور اس کے ذریعہ بعد میں کی گئی کارروائی تعصب کو ظاہر کرتی ہے۔ ہریانہ کی پولیس فورس جو ملک کی دیگر ریاستی فورسز کے مقابلے میں بہتر سمجھی جاتی ہے ، وہ امن و امان کی حفاظت میں ناکام رہی ۔ میوات میں پچھلے کچھ سالوں سے فرقہ وارانہ کشیدگی عروج پر ہے، اس سال کے شروع میں راجستھان کے بھیوانی ضلع میں جنید اور ناصر کے وحشیانہ قتل کے بعد ہی گئو رکشکوں کے خلاف مظاہرے شروع ہوئے۔ گائے کی حفاظت کرنے والے گروپوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئیں ۔ ان واقعات میں زیادہ تر متاثرین مسلمان تھے۔ لیکن ان میں سے بہت سے معاملات میں پولیس کی عدم فعالیت - خاص طور پر مطلوبہ ملزم مونو یادو،یا مونو مانیسر کو پکڑنے میں اس کی ناکامی نے ایک عام تاثر کو ہوا دی ہے کہ ان معاملات میں انتظامیہ کی کارروائی نہ صرف ناکافی ہے بلکہ فرقہ وارانہ تعصب سے بھری ہوئی ہے ۔ جس جلوس کے دوران ہنگامہ ہوا ، وہ بہت پرانا نہیں ہے بلکہ ریاست میں موجودہ سیاسی نظام آنے کے بعد شروع ہوا ہے ، جس کا مقصد دائیں بازو کے کچھ گروپوں کی طرف سے اپنی طاقت کا مظاہر ہ کرنا ہے ۔ نوح فسادات کئی دہائیوں کے دوران رونما ہوئے فرقہ وارانہ تشدد کے درجنوں واقعات کے ہی مماثل ہیں۔

یہ بدقسمتی سے انتظامیہ کے کام کرنے کے طریقوں کا مظہر ہے (یعنی کام نہ کرنے کا)، جس کے پس پشت عام طور پر تین عوامل ہیں: پہلا تشدد جو ہمیشہ دو گروہوں کے درمیان جھگڑے سے شروع ہو تا ہے لیکن وقت کے ساتھ دو مذاہب کے درمیاں لڑائی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ دوسرا، فسادات جو بظاہر بے ساختہ پھوٹ پڑتے ہیں، لیکن بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ کافی عرصے سے تیاریاں چل رہی تھیں۔ اور آخر کاردن کے اختتام پر اقلیتی برادریوں میں یہ تاثر پیدا ہوجاتا ہے کہ ریاست نے وہ نہیں کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا، یا کچھ معاملات میں، وہ کیا جو آئینی طور پر نامناسب تھا۔ ہمیں فوری طور پر سمجھنا چاہیے کہ ایسے واقعات ہندوستان کو 5 ٹریلین ڈالر کی معیشت بننے میں بڑی رکاوٹ ہیں ۔ پچھلے ہفتے غیر ملکی سرمایہ کاری کو برباد کرنے والے سانحے نہ صرف سرکاری اور نجی املاک کو راکھ کر سکتے ہیں بلکہ اس سے ایک پرامن اور خوشحال ہندوستان کا خواب بھی خطرے میں آسکتا ہے ۔

The Hindu نے 9 اگست کے اپنے اداریہ میں لکھا ہے کہ کسی بھی فرقہ وارانہ فساد کے فوراً بعد مسلم کمیونٹی کو اجتماعی سزا دینے کا تصور

بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکمرانی والی ریاستوں میں حکومت چلانے کا ایک حصہ بن گیا ہے ۔ مکانوں، دکانوں اور دیگر اداروں کو گرانے کے لیے بلڈوزر کا استعمال اب ہریانہ حکومت نے بھی اپنا لیا ہے، جب کہ گزشتہ سال مدھیہ پردیش، اتر پردیش اور دہلی میں اس پر عمل درآمد کیا گیا تھا۔ پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ نے گروگرام اور نوح میں انہدامی مہم کو روک کر اچھا کام کیا ہے ، ان علاقوں میں فرقہ وارانہ جھڑپیں ہوئیں، جس میں چھ افراد ہلاک ہوئے۔ عدالت نے انہدام پر روک لگاتے ہوئے یہ سوال اٹھانے میں کوئی تاخیر نہیں کی کہ کیا یہ کارروائی ایک طرح کی نسل کشی ہے ، کیونکہ ایک مخصوص کمیونٹی سے تعلق رکھنے والی عمارتوں کو "امن و امان کے مسئلے کی آڑ میں" گرایا جا رہا تھا۔ عدالت نے تبصرہ کیا کہ ایسا لگتا ہے کہ عمارتوں کو گرانے سے قبل کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا یا اس کے مکینوں کو پیشگی اطلاع نہیں دی گئی اور یہ کہ امن و امان کی صورتحال محض ایک فریب ہے۔ ہریانہ میں عدالت کے اس فیصلے سے شاید ہی کوئی شخص عدم اتفاق ظاہر کرے گا۔ انہدام کے بارے میں وہی مشکوک اور مبہم پیغام جو دوسری ریاستوں میں دیکھا گیا ہریانہ میں بھی دیکھا جا رہا ہے۔ قانونی مقاصد کے لیے حکام کہیں گے کہ عمارتیں غیر قانونی ہیں اور انہیں قانون کے مطابق ہٹایا جا رہا ہے۔ سیاسی مقاصد کے لیے یہ واضح کیا گیا کہ فسادیوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جارہا ہے جس کے وہ حقدار ہیں۔

The Hindu میں کانگریس پارٹی کے ایک رکن انشول ترویدی نے اپنے مضمون"" اقلیتوں کا اقتصادی بائیکاٹ —اچھوت کی ایک نئی شکل"" میں تبصرہ کیا ہے کہ ہندوتوکی حکومتیں ایک کمیونٹی کو بے اختیار کرنے کے لیے آئین سے بالاتر ہو کر اقدام کررہی ہیں ۔ یہ رسمی درجہ بندی کو برقرار رکھنے کے مقصد سے نہیں بلکہ اس کے پس پشت سیاسی تقاضے کارفرما ہیں ۔ ہریانہ کے نوح میں تشدد کے تناظر میں مسلم کاروباریوں کے بائیکاٹ کے نعرے سنے گئے۔ تاہم یہ رویہ آزادی کے وقت سے پسماندہ برادریوں کے خلاف اپنایا جاتا رہا ہے ، بی آر امبیڈ کر

نے اس کی شدید مخالفت کی تھی اور اسے تشدد سے زیادہ برا عمل بتایا تھا ۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کا اجتماعی اعلان مسلمانوں کو غیر بنانے اور VHP کے 'ہندوتو' کے خیال کو طاقت فراہم کرنے کا کام کرتا ہے۔ ہندوتو کی تشکیل نو، ذات پات کی درجہ بندی کی بنیاد پر ہے جہاں اب دلت کے بجائے مسلم کو غیر بنانے کی مہم نے جگہ بنالی ہے ۔ ان نئے سنگین پیش رفت پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور مسلم معاشی بائیکاٹ کےاس طرح کے عوامی مطالبات پر فوری سیاسی اور قانونی رد عمل کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ آئین میں درج بھائی چارے کے اصول کے خلاف ایک جنگ کی طرح ہے۔

*Hindusta Times Lucknow*نے9 اگست کے ایڈیشن میں خبر شائع کی ہےکہ یوپی حکومت نے مراد آباد فسادات کی تحقیقاتی کمیشن کی ایک رپورٹ 8 اگست کو اسمبلی میں پیش کی، جس کے مطابق فسادات 'منصوبہ بند' تھے۔ لیکن آر ایس ایس اور بی جے پی کا فساد شروع کرنے یا بھڑکانے میں کوئی کردار نہیں تھا۔ 13 اگست 1980 کو اتر پردیش کے شہر مرادآباد میں عید الفطر کے موقع پر ہونے والا تشدد ہندستان کی سب سے زیادہ آبادی والی ریاست میں آزادی کے بعد بدترین فرقہ وارانہ تصادم تھا۔ اس فساد میں کم از کم 83 افراد ہلاک ہوئے اور 112 دیگر زخمی ہوئے ۔ تینتالیس سال بعد، ریاستی حکومت نے ایک عدالتی کمیشن کی رپورٹ پیش کی ہے جس نےآر ایس ایس، بی جے پی کو بری کردیا اور اس کے بجائے مقامی مسلم سیاسی رہنماؤں کو ذمہ دار ٹھہرایا، اس کے مطابق کوئی سرکاری افسر، ملازم یا ہندو عید گاہ یا دیگر مقامات پر فساد کا ذمہ دار نہیں تھا۔ ان فسادات میں آر ایس ایس یا بی جے پی کہیں بھی سامنے نہیں آئی۔ عام مسلمان بھی تشدد کے ذمہ دار نہیں تھے۔ یہ مسلم لیگ کا ہاتھ تھا جس کی قیادت شمیم احمد اور حامد حسین عرف اجی اور ان کے حامی کر رہے تھے۔ فسادات پہلے سے منصوبہ بند تھے،" 8 اگست کو ریاست کے پارلیمانی امور کے وزیر سریش کھنہ کی طرف سے ریاستی قانون ساز اسمبلی میں پیش کی گئی 458 صفحات پر مشتمل رپورٹ کمیشن نے 1983 میں ریاستی حکومت کے پاس جمع کردی تھی ،اسے مقننہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے 14 بار مختلف ریاستی کابینہ کے سامنے رکھا گیا۔ لیکن کانگریس ، بی جے پی ، سماج وادی پارٹی کے زیر انتظام کابینہ نے رپورٹ پیش نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ 12 مئی 2023کووزیر اعلی یوگی آدتیہ ناتھ کی صدارت میں اتر پردیش کی کابینہ نے قانون ساز اسمبلی میں رپورٹ پیش کرنے کی تجویز منظور کی تھی۔ سوال یہ ہے کہ 43 سال بعد اس رپورٹ کو پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی، کیا یہ اگلے عام انتخابات سے صرف آٹھ ماہ قبل دائیں بازو کی تنظیموں کی سرگرمیوں کو سفید کرنے اور انہیں پرامن ظاہر کرنے کی کوشش تو نہیں ہے؟

ماہر سماجیات شیخ مجیب الرحمن نے *The Hindu* کے لیے اپنے مضمون ''اناٹومی آف اے رائٹ'' میں تبصرہ کیا ہے کہ نوح کے حالیہ فسادات مسلم اقلیتوں کو نشانہ بنانے کی واضح مثال ہے ۔ اگرچہ ہندوستان میں ہندو مسلم تشدد کوئی نئی بات نہیں ہے، لیکن حال ہی میں ہریانہ کے ضلع نوح اور گڑگاؤں میں پھوٹنے والے تشدد نے ہندوستانی سیاست پر اپنی نوعیت، کردار اور نتائج کے لحاظ سے شاید ایک نیا باب کھول دیا ہے۔ مختلف رپورٹس کے مطابق یہ ایک انتہائی تقسیم پر مبنی سیاست کا نتیجہ ہے

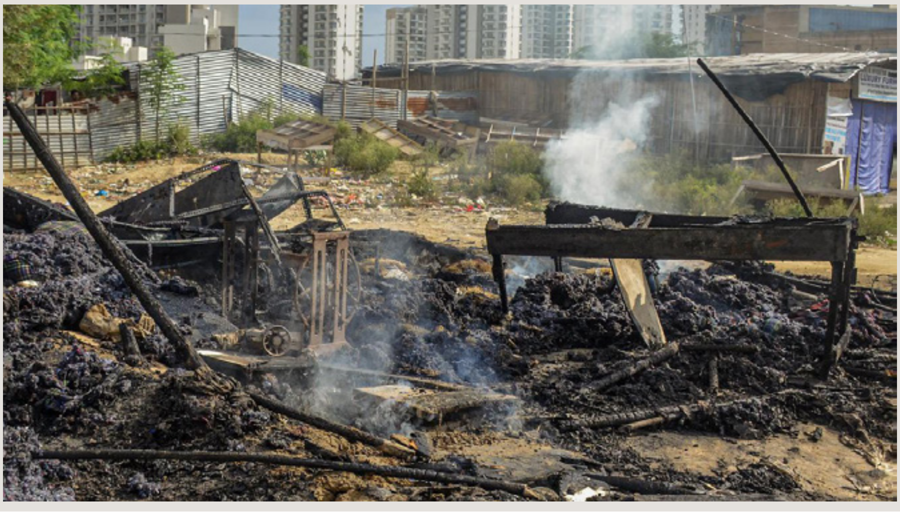

جس میں غیر ریاستی عناصر کو مختلف قسم کی سرکاری سرپرستی فراہم کی جاتی ہے ۔ اس معاملے میں سرکاری رد عمل کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ مسلم اقلیت کو اس کی زیادہ قیمت ادا کرنی پڑے گی ، جیسا کہ بھارت میں غیر بی جے پی حکومتوں میں ہوئے فسادات میں ہوتا رہا ہے ۔

اس طرح کے تشدد کی ساخت اور پیمانہ کو سمجھنے کے لیے علی گڑھ اور میرٹھ میں ہونے والے فسادات کے بارے میں وسیع مطالعہ کی بنیاد پر اسکالرز پول براس کے ادارہ جاتی فسادات کا نظام (IRS) کا مطالعہ بہت ہی مفید نظر آتا ہے۔

قلم کار نے مزید تبصرہ کیا ہے کہ ان کے خیال میں پول براس کے فارمولے سے زیادہ یہاں ہورہا ہے ۔ ہمیں موجودہ وقت میں ریاست اور معاشرے کے مختلف شعبوں میں ہندو اکثریت پسندی کے اثرات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہریانہ اور پنجاب کی عدالت کے ذریعہ انہدامی کارروائی کو "ریاست کی طرف سے نسل کشی کے عمل کے طور پر بیان کرنا سرکار کے رویے کے بارے میں بہت کچھ ظاہر کرتا ہے۔

HindustanTimes نے اپنے اداریہ "برج دی ڈیوائیڈیڈ" میں آسام رائفلز اور منی پور پولیس کے درمیان عوامی جھگڑے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آسام رائفلز اور منی پور پولیس کے درمیان مقابلہ نے انتظامیہ کی خامیوں کو اجاگر کردیا ہے ، آج ریاست میں دو برادریوں کے درمیان بفر زون قائم ہو گیا ہے ۔ اگرچہ میتیز اور کوکیز کے درمیان گہری تقسیم نے پہلے ہی تشدد کی آگ لگا رکھی ہے جس میں 150 افراد ہلاک اور40,000 بے گھر ہو گئے ہیں ، لیکن جو نئی دراڑ پیدا ہوئی ہے ، اس نے امن کے عمل کو مکمل طور پر تاراج کردیا ہے۔ یہ خاص طور پر پریشان کن ہے کہ منی پور میں رونما ہونے والی ہولناکیوں نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

گوتم بھاٹیہ نے *The Hindu* میں شائع کردہ اپنے مضمون "انہدام ریاست کی طرف سے منظور شدہ اجتماعی سزا ' میں لکھا ہے کہ بلڈوزر قانون کی حکمرانی کے خلاف ایک آمرانہ معاشرے کی طرف پہلا قدم ہے جہاں کسی شخص کی زندگی اور آزادی کی حفاظت ریاستی اہلکاروں کی مرضی پر منحصر ہے ۔ نوح میں انہدام کی جو کارروائی ہوئی ہے وہ ایک سال کی مدت میں مدھیہ پردیش کے کھرگون سے لے کر کھمبات گجرات ، جہانگیر پوری دہلی ، ناگاؤں آسام تک انتظامیہ کے نئے رویے کا مظہر ہے۔

The Hindu نے ۹ اگست کے اپنے اداریے Communal punishment: on riots and demolition میں لکھا ہے کہ فرقہ وارانہ فساد کے فوراً بعد مسلم کمیونٹی کواجتماعی سزا دینے کا خیال بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت والی ریاستوں میں حکومتی انتظام کا حصہ بن گیا ہے ۔ حکام اس عمل کو قانونی جواز بخشنے کے لیے کہتے ہیں کہ یہ تجاوزات کے خلاف اقدام ہے اور سیاست داں اسے فسادیوں کے ساتھ سلوک سے تعبیر کرتے ہیں ۔ اخبار نے مزید رائے دی ہے کہ فرقہ وارانہ تشدد کو ماورائے قانون تعزیری اقدامات کے لیے بہانہ کے طور پر استعمال کرنا ہمیشہ تعصب کا باعث بنے گا، کیونکہ اس طرح کے احکامات پر عمل درآمد کرنے والے اہلکاروں کے پاس عمارتوں کو مسمار کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوگا ۔ کبھی وہ قانونی جواز پیش کریں گے اور کبھی اخلاقی فتح کے لیے سماج دشمن عناصر کا حوالہ دیں گے ۔ ان صورتوں میں ان کو قابضین کو نوٹس دینے کے ثبوت فراہم کرنے ہوں گے اور ضرورت پڑنے پر ایسے نوٹس کو بیک ڈیٹ میں دکھا نا ہوگا۔ اس لیے عدالتی مداخلت نہایت ضروری ہے تا کہ ایسے اعمال کا مکمل سد باب ہو جائے اور ایک کمیونٹی کو اذیت دینے کے سامان پر روک لگے ۔

سوہاس پالشیکر نے *The Indian Express* کے لیے اپنے مضمون “ The rise of bulldozer governance میں لکھا ہے کہ معمول کے طریقہ کار کو ترک کرنے کے علاوہ، اس طرح کی بلڈوزرکی کارروائی تمام قسم کے احتساب سے بالاتر سمجھ کر کی جاتی ہے۔ ہندوستان، جمہوریت کے ایک نامکمل اور جاری منصوبے کو ترک کرنے کے دورسے گزررہا ہے ۔بلڈوزر کے معاملے کو جمہوری حکومت کی علامت کے طور پر لے لیں۔ ایسا اکثر نہیں ہوتا ہے کہ منتخب حکومتیں اور رہنما اپنے آپ کو زیادہ سخت اور یہاں تک کہ شہریوں کے خلاف انتقام کے جذبے کو ظاہر کریں ۔ درحقیقت، کم از کم حکومت (زیادہ سے زیادہ گورننس) غیر ضروری دخل اندازی کرنے والے ضابطوں کو کم کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

ایک ایسی حکومت جس کو اپنی حکومت چلانے کے لیے جسمانی جبر کا کثرت سے استعمال کرنا پڑے اور امن و امان کی بحالی کے لیے سخت کارروائی کرنی پڑے ،اسے واضح طور پر جمہوری اصول سے ہٹتے ہوئے دیکھا جانا چاہیے۔ لیکن یہ اب نئے ہندوستان میں نہیں ہورہا ہے جہاں حکمرانی کے نئے اصول تیار ہو رہے ہیں۔یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے ناکام فوجداری نظام انصاف کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ اس نظام کی کمزوریاں اچھی طرح سے معلوم ہیں اور یہاں تک کہ اچھی طرح سے دستاویز بھی کی گئی ہیں ،تاہم ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ریاست

کا مضبوط بازو ہمیشہ کمزوروں، غریبوں اور پسماندہ لوگوں کو کچلتا رہا ہے۔ پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کی طرف سے استعمال کی جانے والی "نسل کشی" کی اصطلاح کچھ لوگوں کو مبالغہ لگ سکتی ہے، لیکن بلڈوزر گورننس کے تمام واقعات میں غریب اور پسماندہ طبقے کو نقصان پہنچا ہے۔ آزادی کا مطلب شہری کی انفرادی اور اجتماعی شناخت کی بقا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ جب ہم اس دعوے کے 75 سال اور اس سے بھی زیادہ سال مکمل کرتے ہیں، تو ہم خود کو رضاکارانہ طور پر بلڈوزر ہجوم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے نظر آرہے ہیں ۔

نیتی نائر نے *The Hindu* میں شائع ہونے والے اپنے مضمون "A brief history of India's present" میں لکھا ہے کہ ہندوستانیوں کو گوڈسے کے ہندو راشٹر اور آئین میں درج ہندوستان کے تصور میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ وہ مزید کہتی ہیں کہ 'اگرچہ عام ہندوستانی نفرت کی اس آگ کو بجھانے کے لیے بہادری سے لڑ رہا ہے، لیکن یہ جنگل کی آگ پر پانی کی بالٹی پھینکنے کے مترادف ہے'۔ تعزیرات ہند کی دفعہ 144 کرفیو نافذ کرنے کا حکم دیتی ہے۔ دفعہ A153 اور A295 کا استعمال مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے والوں کو گرفتار کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، اور درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل مظالم کی روک تھام ایکٹ، 1989 ذاتوں کے خلاف جرائم کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ ماڈل کوڈ آف کنڈکٹ ان لوگوں کو سزا دیتا ہے جو انتخاب کے دوران "ماڈل ضابطہ اخلاق" کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ تمام قوانین(صحافی، مورخین اور سیاسی دانشوروں نے بڑی محنت سے دستاویز کی ہیں) لیکن ان کو سیاسی مقاصد کے لیے غلط بھی استعمال کیا جاتا ہے ۔ انٹرنیٹ کی معطلی ایک نیا آلہ ہے، جسے معلومات اور غلط معلومات کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے مساوی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

ابراہم تھامس نے کے لیے اپنے مضمون میں سپریم کورٹ کے تبصرے کا حوالہ دیتے ہوئے ایک بہت ہی اہم بات لکھی ہے کہ نفرت انگیز تقریر کی تعریف پیچیدہ ہے، لیکن زمینی سطح پر عمل درآمد اس سے بھی پیچیدہ ہے۔ عدالت نے اس سلسلے میں مرکز اور ریاستوں سے بھی مدد طلب کی ہے۔ عدالت نے گزشتہ سال اکتوبر میں اور بعد میں اس سال جنوری میں ان درخواستوں پر کارروائی کرتے ہوئے نفرت انگیز تقاریر کو روکنے کے لیے متعدد ہدایات جاری کیں۔ عدالت نے ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا جس کے ذریعے شکایت نہ ہونے کی صورت میں بھی، پولیس ایسے افراد کے خلاف فوجداری مقدمات درج کر کے کارروائی کر سکتی ہے جہاں نفرت انگیز تقاریر کی جاتی ہیں اور ایسے واقعات کو رونما ہونے سے پہلے روکنے کے لیے احتیاطی اقدامات بھی کیے جا سکتے ہیں۔ نفرت انگیز تقریر کو تعزیری جرم کے طور پر درجہ بندی کرنے کے لیے، مارچ 2017 میں لاء کمیشن کی طرف سے ایک سفارش کی گئی تھی۔ اس نے تعزیرات ہند میں نئی دفعات - دفعہ C153 نفرت پر اکسانے کی ممانعت اور دفعہ A505 بعض معاملات میں خوف، خطرے کی گھنٹی، یا تشدد بھڑکانے کو شامل کرنے کی تجویز دی تھی۔

موجودہ وقت میں ایسے جرائم سیکشن 153 A (دشمنی کو فروغ دینا)، سیکشن 295 A (جان بوجھ کر مذہبی جذبات کو مجروح کرنا) اور دفعہ 298 (کسی شخص کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لیے الفاظ استعمال

کرنا) کے تحت درج کیے جاتے ہیں جو کہ ٹھیک نہیں ہے ۔

3 اگست کو رام پنیانی کا ایک مضمون'' اکثریتی سیاست اور دلتوں کی حالت زاری '' The Wire میں شائع ہوا جس میں بتایا گیا کہ کس طرح بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے ذریعہ ترقی کے دعووں کے باوجود کمزور طبقات بالخصوص دلتوں کے حالات مزید ابتر ہو رہے ہیں۔ بی جے پی، اپنی نظریاتی سرپرست تنظیم، راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کے ساتھ مل کر کمیونٹی کے اندر اپنے انتخابی اثر و رسوخ کو بڑھاتے ہوئے دلتوں کو محکوم بنانے کے حربے استعمال کر رہی ہے۔ مضمون میں کہا گیا ہے کہ اسلام قبول کرنے والے دلتوں کو ریزرویشن دیاجانا اس لیے بھی ضروری ہے کیوں کہ انھیں دوہری پسماندگی کا سامنا ہے اور وہ مثبت کارروائی کے مستحق ہیں۔ اس مضمون میں بی جے پی کی حکمت عملیوں، آر ایس ایس کے اثر و رسوخ اور دلت برادری کو درپیش معاشی، سماجی اور سیاسی چیلنجوں سے نمٹنے کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

The New York Times میں دیباشیش رائے چودھری کا ایک مضمون 'India is on the Brink' شائع ہوا ہے، اس میں انھوں نے مشرقی ریاست منی پور میں بڑھتے ہوئے تشدد اور نسلی کشیدگی پر تبادلہ خیال پیش کیا ہے اور اس کی وجہ وزیر اعظم نریندر مودی کی بھارتیہ جنتا پارٹی کی طرف سے فروغ دی گئی ہندو بالادستی، غیروں سے فوبیا اور مذہبی پولرائزیشن کی سیاست کو قرار دیا ہے ۔ منی پور میں نسلی تشدد، بشمول جنسی زیادتی اور اجتماعی عصمت دری کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں اموات اور نقل مکانی بھی ہوئی ہے۔ قلم کار نے نشاندہی کی ہے کہ ہندوستان کے تنوع کو ایک دوسرے سے دوری پیدا کرکے نقصان پہنچایا جارہا ہے جس کا مقصد ملک کو ہندو اکثریتی ریاست میں تبدیل کرنا ہے۔ مودی کے دور حکومت میں ہجومی تشدد

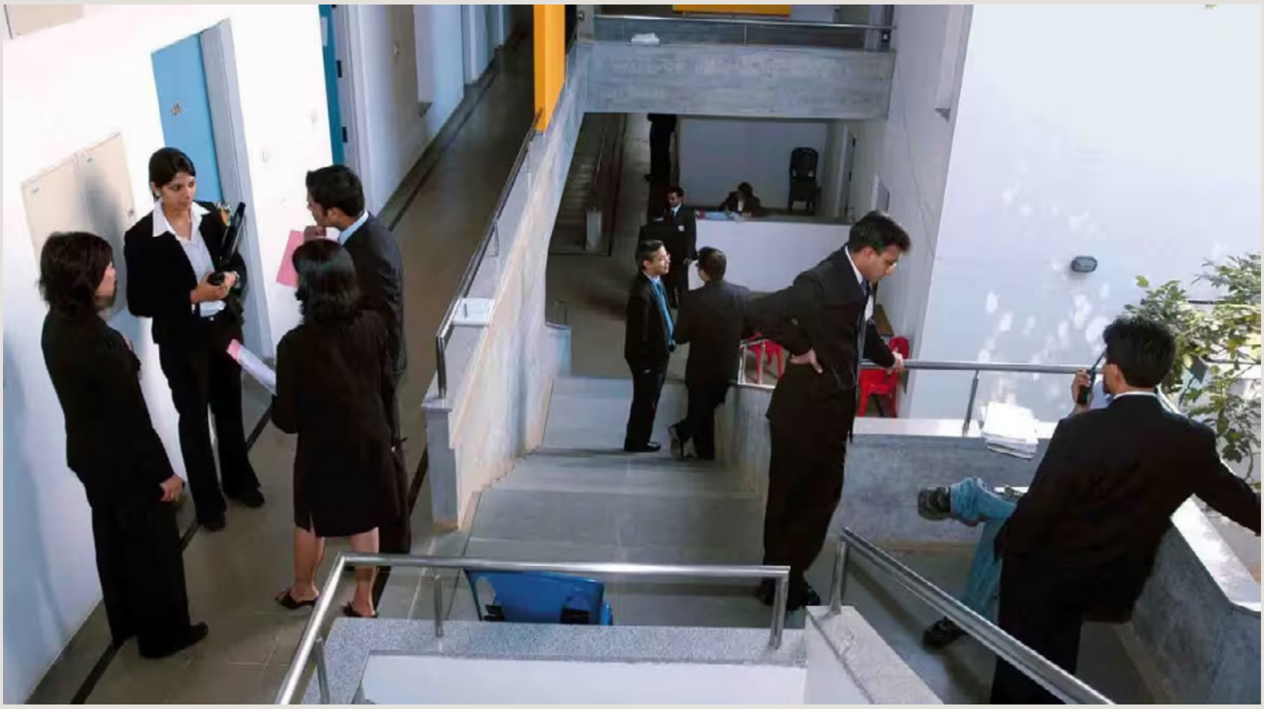

میں اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ لنچنگ، نسل کشی کے مطالبات اور مسلمانوں پر حملے تکلیف دہ طور پر عام ہو چکے ہیں۔ مضمون میں بی جے پی کے زیر قیادت حکومت اور میتی ملیشیا کے ذریعہ منی پور میں عیسائیوں کو نشانہ بنانے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جس کے نتیجے میں عصمت دری، آتش زنی اور چرچ کو نذر آتش کیا گیا ۔ مصنف کا استدلال ہے کہ مودی کی پارٹی ہندوستانی سیاست کو نئے رخ پر لے جارہی ہے جس سے تنازعات اور تشدد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ویب پورٹل hindutvawatch.org پر ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ نیہا پٹیل جو بھارت میں گئو رکشا کا کام کرتی ہے ، وہ پرانین فاؤنڈیشن کی صدر بھی ہے ، جو کہ ایک غیر منافع بخش ادارہ ہے جو گائے کے گوشت کی فروخت، نقل و حمل، یا استعمال کی نگرانی میں ملوث ہے ، وہ بنیادی طور پر اقلیتوں کو نشانہ بناتی ہے۔ وہ کئی ریاستوں میں دوسرے گائے کے محافظ گروپوں جیسے اگنیور فاؤنڈیشن کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے ۔ پٹیل کی سرگرمیاں سوشل میڈیا کے ذریعے شیئر کی جاتی ہیں، جن میں مویشی لے جانے کے شبہ میں گاڑیوں کا تیز رفتار پیچھا کرنے والی ویڈیوز بھی شامل ہیں، جو اکثر حادثات اور تشدد کا باعث بنتی ہیں۔ وہ مویشیوں کے ذبیحہ کے شبہ میں مسلمانوں کے گھروں پر چھاپے بھی مارتی ہے، واقعات کو کیمرے میں باریک بینی سے ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ پٹیل کے اقدامات سے اس کی اور اس کے گروپ کی کارروائیوں کو قانون نافذ کرنے والے اداروں سے مل رہے تحفظ پر روشنی پڑتی ہے ۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ بنگلور (IIMB) کے موجودہ اور ریٹائرڈ فیکلٹی ممبران کے گروپ نے ایک کھلا خط لکھا ہے ، جو The Indian Express میں شائع ہوا، اپنی ذاتی حیثیت میں، ان لوگوں نے کارپوریٹ انڈیا پر زور دیا ہے کہ وہ "نفرت انگیز تقریر کو ڈی فنڈ کریں" اور ان کے خلاف کارروائی کریں۔ نفرت اور غلط معلومات کے خلاف کھڑے ہوں۔ آئی ایم بی میں پبلک پالیسی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر دیپک مالگھان نے خط کو عوامی اطلاع کے لیے شیئر کیا ہے ، جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ بنیاد پرستی اور نفرت انگیز تقریر کی بڑھتی ہوئی سطح کی وجہ سے ہندوستان میں نسل کشی کا خطرہ اب صفر کے قریب نہیں ہے۔اس خط میں نفرت اور غلط معلومات کے پھیلاؤ کو روکنے میں کارپوریٹ لیڈروں کے اہم کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے ، اور اس میں نفرت پھیلانے والوں کو مالی امداد بند کرنے، ذمہ دار اسٹیک ہولڈرز کی حمایت کرنے اور ملک میں بڑھتے ہوئے تشدد اور سماجی و اقتصادی غیر یقینی صورتحال کو روکنے کے لیے خوش آئند کام کے کلچر کو فروغ دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

31 جولائی 2023 کو نفرت سے پر تقریر اور قتل کا ایک واقعہ پیش آیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جے پور- ممبئی سپر فاسٹ ایکسپریس میں جھگڑے کے بعد ریلوے پروٹیکشن فورس کے ایک جوان چیتن سنگھ نے اپنے سینئر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ٹرین میں داڑھی والے تین مسلمان مردوں کو نشانہ بنایا اور گولی مار دی۔ سنگھ نے اس دوران جو تبصرہ کیا ہے ، وہ اس کے مسلم مخالف جذبات کو ظاہر کرتا ہے ، ویڈیو کے مطابق اس نے مقتول پر پاکستان کے لیے کام کرنے کا الزام لگایا اور مودی اور یوگی جیسے رہنماؤں کی حمایت پر زور دیا۔ میڈیا نے ابتدا میں چیتن سنگھ کی ذہنی استحکام پر زیادہ بات کی ، اس کی نگاہ میں مسلمانوں کا قتل اتنا اہم نہیں تھا، کچھ میڈیا نے یہ بھی تاثر دیا کہ یہ ایک حادثہ تھا ۔ تاہم مقامی اخبارات نے آخرکار سنگھ کے جان بوجھ کر کیے جانے والے

اقدامات کو اجاگر کیا ۔ اعجاز اشرف کا مضمون جو ویب پورٹل newslaundry.com نے شائع کیا ہے ، اس میں سیاسی جماعتوں کی طرف سے جاری تفرقہ انگیز بیانیے اور میڈیا کے ذریعے پھیلائی جانے والی نفرت اور تشدد سے نمٹنے کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مضمون خاص طور پر نفرت پھیلانے میں میڈیا کے کردار پر سوال اٹھاتا ہے اور اس خطرناک رجحان کا مقابلہ کرنے کے لیے میڈیا کی خود شناسی، اور اس کی روک تھام کے لیے سخت ضابطوں کی تشکیل اور ذمہ دارانہ مالی امداد کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

Hindustan Times کی ایک رپورٹ کے مطابق، سپریم کورٹ نے حکومت ہند کو ہدایت کی ہے کہ وہ تین ہفتوں کے اندر ان ریاستوں کے بارے میں ایک رپورٹ فراہم کرے جنہوں نے ابھی تک اپنے ضلع میں نوڈل افسران کا تقرر نہیں کیا ہے، جیسا کہ پہلے 2018 میں ہدایت کی گئی تھی، تاکہ ہجومی تشدد کے جرائم کا مقابلہ کیا جا سکے۔

یہ ہدایت ہریانہ اور دیگر علاقوں میں مسلمانوں کے سماجی بائیکاٹ کی وکالت کرنے والے حالیہ مظاہروں کے بعد نفرت انگیز تقاریر کو روکنے کے لیے اقدامات کی درخواستوں کی سماعت کے دوران دی گئی۔ عدالت کا مقصد اضلاع میں نوڈل افسروں کی تاثیر کا جائزہ لینا اور 2018 میں قائم کیے گئے طریقہ کار کو مضبوط کرنا ہے۔ اس نے وزارت داخلہ سے کہا ہے کہ وہ نوڈل افسر کی تقرریوں کے بارے میں معلومات جمع کرے اور ان کے کردار کے لیے رہنما خطوط تجویز کرے جس میں نفرت انگیز تقاریر کے واقعات کو ریکارڈ کرنا اور سی سی ٹی وی کا استعمال کرنا بھی شامل ہے۔ عدالت نے ایسے اضلاع میں کمیٹیاں بنانے کی تجویز بھی دی جن میں نفرت انگیز تقاریر کے زیادہ واقعات ہوتے ہیں ۔ مختلف وکلاء نے نفرت انگیز تقاریر کو روکنے سے متعلق اہم مشورے پیش کئے اور اس سلسلے میں غیر واضح تعریفوں اور سیاسی ارادے کی عدم دل چسپی کو اجاگر کیا۔

ہریانہ کے نوح میں 31 جولائی کو ہندوتوا گروپوں کی ایک ریلی کے بعد ہونے والے مسلم مخالف تشدد کے جواب میں میوات کے علاقے میں کسانوں اور کھاپ پنچایتوں نے نفرت اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے خلاف سخت موقف اختیار کیا ۔ ویب پورٹل The Wire نے خبر شائع کی ہے کہ کسانوں نے جند، حصار اور میوات میں تین بڑی میٹنگیں کی ہیں، جن کا مقصد تقسیم کے ماحول کا مقابلہ کرنا ہے۔ خطے میں 02 سے زیادہ کھاپ پنچایت کی میٹنگیں بھی ہوئی ہیں۔ راجستھان کے الور میں ایک مہاپنچایت میں کسانوں نے تشدد کے بعد نفرت کا مقابلہ کرنے کا عزم ظاہر کیا۔ ان اقدامات کی وجہ سے ہریانہ میں ہندوتوا گروپوں کی طرف سے مسلمانوں کے بائیکاٹ کے اعلانوں میں کمی آئی ہے۔ کسانوں نے آئندہ انتخابات سے قبل مزید خونریزی اور پولرائزیشن کو روکنے کے لیے یکجہتی اور اتحاد پر زور دیا۔

معروف مصنفہ اروندھتی رائے نے بھارت میں ہندو انتہا پسندی کے بے لگام عروج پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ یہ ملک کی جمہوریت کے لیے اہم خطرہ ہے۔ ایک انٹرویو میں انھوں نے مسلمانوں پر حال میں ہوئے پرتشدد حملوں پر روشنی ڈالی، جس میں مہلک واقعات بھی شامل ہیں، اور ان کارروائیوں کو حکمراں بی جے پی اور آر ایس ایس کے نظریے سے جوڑ کر پیش کیا۔ رائے نے بدلتے ہوئے قوانین، قتل و غارت اور ریاستی اداروں کو ختم کرنے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو دوسرے درجے کا شہری بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ انھوں نے ہندوستان کی جمہوریت کی نازک صور ت حال کو اجاگر

کرتے ہوئے ان چیلنجوں کے مقابلہ میں پولیس کی مداخلت کی کمی اور مسلمانوں کی کمزوری کی نشاندہی کی۔

سپریم کورٹ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ کسی بھی مذہب کے خلاف نفرت انگیز تقریر کرنے والوں کے خلاف یکساں کارروائی کی جانی چاہیے، چاہے مجرم کا کچھ بھی عقیدہ ہو۔ عدالت نے کہا کہ مذہبی اسپیکٹرم کے دونوں فریقوں کو نفرت انگیز تقریر کے لیے یکساں نتائج کا سامنا کرنا ہوگا، 2018 کے فیصلے میں جاری کردہ رہنما خطوط کا حوالہ دیتے ہوئے جس کا مقصد ہجومی تشدد اور نفرت انگیز تقاریر کو روکنا ہے،

عدالت نے ایک ریلی کے دوران لگائے گئے "ہندوؤں کی موت" کے نعرے کے خلاف ایک عرضی گزار کے دعوے کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ نفرت انگیز تقریر کرنے والے شخص کا مذہب کچھ بھی ہو، برداشت نہیں کیا جائے گا۔ عدالت نے مرکز اور ہریانہ حکومت کو 2018 کے رہنما خطوط کے مطابق نفرت انگیز تقریر کے معاملات کی جانچ اور تصدیق کے لیے کمیٹیوں کی تشکیل کے بارے میں جواب دینے کے لیے وقت دیا۔

Indian Express نے ایک خبر شائع کی ہے کہ آلٹ نیوز کے شریک اور بانی محمد زبیر کے خلاف مبینہ طور پر ایک سات سالہ مسلم لڑکے کی شناخت ظاہر کرنے کے الزام میں ایف آئی آر درج کی گئی ہے جس میں ایک استاد کی ہدایت پر ہم جماعت ساتھیوں نے اسے تھپڑ مارا تھا۔ زبیر ان صحافیوں میں شامل ہے جنھوں نے واقعے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر شیئر کی، بعد میں اسے ڈیلیٹ کر دیا، جس کے نتیجے میں ان کے خلاف جووینائل جسٹس ایکٹ کی دفعہ 74 کے تحت مقدمہ درج کیا گیاہے۔ یہ واقعہ مظفر نگر کے نیہا پبلک اسکول میں پیش آیا، جہاں استاد نے مبینہ طور پر طالب علموں کو عقیدے کی بنیاد پر ایک مسلم لڑکے پر حملہ کرنے کے لیے اکسایا۔ زبیر نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ دوسرے آؤٹ لیٹس نے بھی ویڈیو شیئر کی، مگر کارروائی اس کے خلاف ہی کیوں کی جارہی ہے ۔

اگست 2023 میں نفرت انگیز جرم/تقاریر کے واقعات

جولائی کے آخری دنوں میں ہریانہ کے نوح میوات میں بہت ہی افسوس ناک واقعات رونما ہوئے۔ان واقعات نے اگست کے پہلے عشرے میں اس علاقے میں زبردست فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کردی۔ یکم اگست کو ہندی روزنامہ *Dainik Jagron* اور Twitter نے ہریانہ کے سونی پت میں درپیش نفرت پر اکسانے کی خبریں شائع کیں۔ بی جے پی کے ضلعی صدر تیرتھ رانا کو 31 جولائی کی رات یوٹیوب پر پوسٹ کی گئی ایک ویڈیو میں علاقے میں لوگوں کو اکسانے اور مساجد کو منہدم کرنے کی وارننگ دیتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے، وہ بظاہر ایک ہندو پنچایت سے خطاب کررہا ہے ، اس نے کہا کہ اگر گھروں کو مسمار کیا جا سکتا ہے ، تو غیر قانونی مساجد کیوں نہیں گرائی جاسکتیں؟ اگر ان مساجد کے پاس قانونی دستاویزات ہیں ،تو وہ مسجد رہے، ورنہ یہ غیر قانونی تعمیرات ہیں اور انہیں بھی گرایا جانا چاہیے۔ بظاہر اس تقریر کا مقصد ہریانہ کے فرقہ وارانہ ماحول کو مزید خراب کرنا تھا۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے یکم اگست کو یوپی کے وارانسی میں منعقدہ ایک پروگرام میں سریش چوہانکے کی طرف سے دی گئی نفرت انگیز تقریر کو شائع کی ، ٹویٹر پر شیئر کی گئی ویڈیو میں وہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے اس دن کے لیے 235 سالوں تک انتظار کیا، اب ہم زیادہ انتظار نہیں کریں گے اور جلد ہی وارانسی میں گیانواپی مسجد پر قبضہ کر لیں گے ۔

Hindustan Times نے 3 اگست کو فرید آباد، ہریانہ سے ایک اور نفرت انگیز تقریر کی خبر شائع کی ۔ بٹو بجرنگی، ایک خود ساختہ گئو رکشک جو 31 جولائی کو نوح میں منعقد وی ایچ پی ریلی میں موجود تھا، وہ اقرار کررہا ہے کہ ریلی میں کچھ لوگوں کے پاس ہتھیار تھے لیکن وہ پوجا کے لیے تھے۔ ”ہم نے خواتین اور بچوں کے ساتھ ریلی میں شرکت کی۔ کیا ہم کسی پر حملہ کریں گے؟ مندر میں پوجا کے بعد ہم نے کھانا کھایا اور کیرتن کا انعقاد کیا۔ جب ہم واپس جانے کے لیے نکلے تو دیکھا کہ ہمارے سامنے بسیں کھڑی ہیں۔ قریب ہی ایک مسجد تھی اور وہاں سے فائرنگ شروع ہو گئی۔“

Twitterپر ذاکر علی تیاگی نے یکم اگست کو نفرت پر مبنی ایک ویڈیو پوسٹ کیا،جو سوشل میڈیا پر گردش کر رہی ہے ۔ اس ویڈیو میں ایک نامعلوم شخص کو ہریانہ میں تشدد کی اپیل کرتے دیکھا جا سکتا ہے۔ ویڈیو میں تلوار پکڑے ہوئے وہ شخص کہہ رہا ہے، ”تمام ہندوتوا تنظیموں کو اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھ کر سڑکوں پر آنا چاہیے تاکہ میوات کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا جائےاور ان کو سبق سکھا یا جائے،ایک بھی جہادی کو نہیں چھوڑا جانا چاہیے۔“

ویب پورٹل hindutvawatch.org نے یکم اگست کو رگھوناتھ پورہ، بلاس پور، ہماچل پردیش سے متعلق ایک ویڈیو شیئر کیا، جس میں ہندو جاگرن منچ کے رہنما کمل گوتم مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز تقریر کررہا ہے۔ اس نے مسلمانوں کے معاشی بائیکاٹ کی بھی اپیل کی۔

یوپی اسٹیٹ کانگریس کے Official Twitter Handle نے یکم اگست کو یوپی کے وزیر رگھوراج پرتاپ سنگھ کی ایک ویڈیو شیئر کی ، جو سوشل میڈیا پر وائرل ہورہی تھی جس میں وہ پولیس کو ہدایت دے رہے ہیں کہ فرحان نامی ایک مسلم لڑکے کا انکاؤنٹر کردیا جائے ۔ یہ اس وقت ہوا جب طلبہ کے دو گروپ کے درمیان ہاسٹل میں جھگڑا ہو گیا۔واقعے کی تفصیلات

دینے والی ایک ویب سائٹ نے بتایا کہ اے ایم یو ہاسٹل میں ہندو نوجوان کی پٹائی کے معاملے میں رگھوراج پرتاب سنگھ اسٹیشن انچارج سے بات کر رہے ہیں کہ متاثرہ آکاش بگھیل ان کے جاننے والے کا بیٹا ہے اور ملزم فرحان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ یہاں تک کہ اس کو انکاؤنٹر میں ماردیا جائے۔

یکم اگست کو، ویب پورٹل thewire.in نے اپنے ٹویٹر ہینڈل پر بادشاہ پور، گروگرام، ہریانہ سے متعلق ایک ویڈیو شیئر کیا، جس میں ایک انتہا پسند ہجوم مسلمانوں کی دکانوں کو جئے شری رام کا نعرہ لگاتے ہوئے نشانہ بنارہا ہے۔ مبینہ طور پر تقریباً 200 آدمیوں کا ایک ہجوم بادشاہ پور کے مرکزی بازار میں جمع ہے اور بریانی فروخت کرنے والی دکانوں کو نشانہ بنارہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، گروگرام کے باسائی روڈ پٹودی چوک پر بھی لوگوں کا ایک اور گروپ مبینہ طور پر توڑ پھوڑ اور دکانوں کی لوٹ میں ملوث تھا۔

ویب پورٹل cjp.org.in نے یکم اگست کو بہادر گڑھ، ہریانہ سے متعلق ایک اورویڈیو شیئر کی ہے جس میں بجرنگ دل کے ارکان ایک ریلی نکال رہے ہیں، جس میں نفرت انگیز اور اشتعال انگیز نعرے لگائے گئے ۔" دیش کے غداروں کو، گولی مارو سالوں کو "ایک پولیس وین بھی ہجوم کے پاس سے گزررہی ہے۔ ایک ٹریفک پولیس اہلکار کو بھی ہجوم کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے، اس طرح ہریانہ میں اس طرح کے ہجوم کو پولیس کی سرپرستی بھی مل رہی ہے۔

یکم اگست Twitter پر ہریانہ کے سلطان پور کے ایک واقعہ کی پوسٹ شیئر کی گئی۔ ویڈیو میں سلطان پور کے بی جے پی ایم ایل اے ونود سنگھ اور کے این آئی اسکول پرنسپل آلوک کمار سنگھ اپنے غنڈوں کی مدد سے ایک مسلم آٹو ڈرائیور کو بے دردی سے مارتے دیکھا جاسکتا ہے۔ آٹو ڈرائیور کو کافی چوٹیں آئیں اور اسے اسپتال میں داخل کرایا گیا۔

یکم اگست کو *Twitter Post* میں نفرت انگیز مبلغ سریش چوہانکے نے ایک بار پھر مسلمانوں کے خلاف زہر اگلا۔ ایک ویڈیو شیئر کرتے ہوئے سدرشن نیوز تبصرہ کیا، "خواتین کو بچانے کا یہ آپریشن شام یا افغانستان سے نہیں بلکہ میوات سے دہلی این سی آر بارڈر تک ہے۔ منی پاکستان میوات کے ہندو اپنے مذہبی سفر پر بھی نہیں جا سکتے۔"

ویب پورٹل *inshortnews.com* نے یکم اگست کو ایک ویڈیو پوسٹ کیا، جس میں بجرنگ دل کے ارکان کو دہلی کے نرمان وہار میٹرو اسٹیشن کے قریب ایک مظاہرہ کرتے ہوئے دکھایا گیا جب وشو ہندو پریشد نے ہریانہ کے نوح میں ہونے والی فرقہ وارانہ جھڑپوں پر احتجاج کیا ، اس میں اشتعال انگیز نعرے بھی لگائے گئے ۔

2 اگست کو سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو منظر عام پر آئی، جس میں دکھایا گیا کہ ہریانہ میں تشدد پھوٹنے سے چند گھنٹے قبل، وشو ہندو پریشد کے جنرل سکریٹری سریندر جین نے نوح کے) نلہڑ مہادیو مندر (برجمنڈل یاترا کی آخری منزل پر نفرت انگیز تقریر کی اور لوگوں کو میوات کے مسلمانوں کے خلاف اکسایا۔

ویب پورٹل *firstpost.in* نے 2 اگست کو ممبئ مہاراشٹر سے ایک اور واقعہ کی اطلاع دی۔ چیمبور کے آچاریہ کالج میں پڑھنے والی مسلم طالبات اس وقت ایک تنازعہ کا مرکز بن گئیں جب انہیں مبینہ طور پر حجاب یا برقعہ پہننے کی وجہ سے ادارے میں داخل ہونے سے منع کر دیا گیا۔ طالب علموں کے مطابق، انہیں کالج کے احاطے کے اندر جانے کی اجازت دینے سے پہلے برقع اتارنے کی ہدایت دی گئی تھی۔

2 اگست کو Facebook پر پوسٹ کی گئی ایک ویڈیو میں ایک ذہنی طور پر گمراہ شخص کو دکھایا گیا، جو اپنی شناخت ایک ہندوستانی فوج اور ہندوتوا

سپاہی کے طور پر کرتا ہے، اسے تشدد پر اکساتے اور'' دیش کے غداروں کو گولی مارو سالو ں کو'' جیسے نفرت انگیز نعرے لگاتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو ایک پاگل کتے سے تشبیہ دے کر مسلمانوں کو بدتر مخلوق کہہ رہا ہے اور سب کو گولی مارنے پر اکسار ہا ہے

2 اگست کو *Sudrashan News* نے اپنے ٹویٹر ہینڈل پر ایک ویڈیو پوسٹ کی، جس میں دکھایا گیا ہے کہ ایڈیٹر انچیف سریش چوہانکے ایک بار پھر مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے ہوئے یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ ہریانہ میں 2002 کا گجرات ماڈل لاگو کیا جائے، اس کی بات کا صاف مقصد یہ تھا کہ اسی طرح کا فساد ہریانہ میں بھی کرایا جائے ۔جیساکہ گجرات میں کرایا گیاتھا۔

2 اگست کو *The Hindu* نے گڑگاؤں کے پالرا گاؤں سے مسلمانوں کو زبردستی بے دخل کرنے کا ایک پریشان کن واقعہ شائع کیا۔ انہیں کھلی دھمکیاں ملنے کے ایک دن بعد، 2 اگست کو گروگرام کے سیکٹر 70A کے پالرا گاؤں میں ایک کچی بستی کے رہائشیوں نے بتایا کہ زیادہ تر خاندان، جومغربی بنگال کے رہنے والے ہیں، علاقہ چھوڑ کر بھاگ گئے جبکہ باقی خوف کے عالم میں زندگی گزار رہے ہیں۔ کچھ لوگ جنگل میں رات گزارتے ہیں حالانکہ گروگرام پولیس اس علاقے میں کسی بھی واقعے سے انکار کرتی رہی ہے۔

ویب پورٹل *India Today* نے ۳ اگست کو بریلی، یوپی میں رو نماہوئے جسمانی حملے کے ایک واقعے کی خبر شائع کی ، اتر پردیش کے بریلی میں ایک 24 سالہ دلت شخص کی ہسپتال میں موت ہو گئی، چند ہفتے قبل جب اس نے ان شرپسندوں کے مطالبے سے انکار کیا تو اسے چار لوگوں نے لوہے کی سلاخوں سے پیٹا تھا ۔ ان چاروں ا افراد کے خلاف تعزیرات ہند اور درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل مظالم کی روک تھام ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے۔

Twitter اور Facebook پر 3 اگست صحافی میر فیصل کے ذریعہ ایک ویڈیو شیئر کی گئی جس میں بجرنگ دل کا ایک رہنما اپنے حامیوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے کہہ رہا ہے۔ بجرنگ دل کے کئی لیڈروں کے ساتھ نیرج وتس نے نفرت انگیز تقریر فیس بک پر لائیوچلائی۔

بجرنگ دل کے کارکنوں کی ایک ویڈیو 3 اگست کو *Social Media* پر بڑے پیمانے پر گردش کررہی تھی، جس میں یہ لوگ ہریانہ کے حصار میں مسلم دکانداروں کو فوری طور پر دکانیں چھوڑنے کی دھمکی دے رہے ہیں، ورنہ انہیں تشدد کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ویڈیو میں انہیں'' دیش کے غداروں کو گولی ماروں سالوں کو، اور جب ملے کٹے جائیں گے رام رام چلائیں گے'' جیسے مسلم مخالف نعرے لگاتے ہوئے بھی دیکھا گیا۔

۳ اگست کو ہندی روزنامہ *Amarujala* ، *News 18* اور فیس بک کے ویب پورٹل نے نوح میں حالیہ فرقہ وارانہ فسادات پر وی اچ پی لیڈر سادھوی پراچی کا ایک متنازعہ بیان شائع کیا جس کی ویڈیو بھی موجود ہے۔ ویڈیو میں اسے یہ جھوٹ پھیلاتے ہوئے دیکھا گیا کہ ایک مسلمان نے پیغمبر اسلام ،ان کی اہلیہ، ان کی بیٹی اور ان کے بیٹوں کو قتل کیا ہے ، اس کے علاوہ وہ مسلمان کو دہشت گردی کا مرکز قرار دے رہی ہے۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 3 اگست کو روڑکی، اتراکھنڈ سے ایک مسلم مخالف ریلی کی خبر شائع کی، جہاں وی اچ پی کے اراکین نے مسلمانوں کے خلاف توہین آمیز نعرے لگائے۔ ''نہ ملوں کا نہ قاضی کا، یہ دیش ہے ویر شیواجی کا ''

ایک اور ویڈیو میں، جسے 3 اگست کو *hindutvawatch.org* نے شیئر کیا ہے ۔ اس کے مطابق وی اچ پی نے پریاگ راج، یوپی میں ایک مسلم مخالف ریلی کا انعقاد کیا، جہاں نعرہ لگایا گیا کہ'' دیش کے غداروں کو، گولی مارو سالوں کو''۔ بظاہر یہ سب کچھ اگلے سال ہونے

والے عام انتخابات تک مسلمانوں کے خلاف ملک میں نفرت بھرا ماحول پیدا کرنے کی کوشش ہے۔

ویب پورٹل *indiatoday.in* نے 3 اگست اخلاقی پولیسنگ کا ایک اور واقعہ شائع کیا ہے جس کا تعلق کرناٹک کے جنوبی کنڑ ضلع کے دھرماستھلا علاقہ ہے۔ اس کے مطابق سنگھ پریوار کے کارکنان نے رات تقریباً 9 بجے ایک گاڑی کو راستے میں روکا اور ڈرائیور محمد عاشق (22) جو کہ اجیرے کے رہنے والے تھے، کے ساتھ مار پیٹ کی ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس گاڑی میں جو عورت سفر کررہی تھی وہ ہندوتھی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے اور تفتیش جاری ہے۔ وزیر اعلیٰ سدارامیا نے پولیس کو ہدایت دی تھی کہ ریاست میں اخلاقی پولیسنگ کے واقعات میں ملوث ہونے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

ویب پورٹل *cjp.org.in* نے 3 اگست کو کروکشیتر، ہریانہ سے ایک مسلم مخالف ریلی نکالے جانے کی خبر شائع کی۔ ایک مقامی تنظیم سمست ہندو سماج نے بلڈوزر کے ساتھ ایک مارچ کا اہتمام کیا اور نفرت انگیز نعرے لگائے، جس میں کہا گیا" دیش کے غداروں کو، گولی مارو سالوں کو"۔

ویب پورٹل*hindutvawatch.org* نے 3 اگست کو اپنے ٹویٹر ہینڈل پر ایک ویڈیو شیئر کیا، جس میں بجرنگ دل کا ایک گروپ خورجہ، بلند شہر، یوپی میں منعقد ایک ریلی میں جئے شری رام اور بھارت ماتا کی جئے جیسے نعرے لگاتے ہوئے دکھائی دے رہا ہے۔ جس کا مقصد بظاہر شہر کی ہندوآبادی کو اکسانا ہے ۔

3 اگست کو*NDTV* نے ہریانہ کے نوح ضلع کے تاؤڑو سے آگ لگنے کی خبر شائع کی۔ رپورٹ کے مطابق موٹر سائیکل پر سوار حملہ آور نے قصبے میں واقع دو مساجد پر مولوٹوف کاک ٹیل پھینکے۔ خوش قسمتی سے اس واقعے میں کوئی زخمی نہیں ہوا۔ ایک مسجد وجے چوک کے قریب واقع ہے، دوسری مسجد شہر کے ایک پولیس اسٹیشن کے قریب واقع ہے۔ دونوں مساجد کو جزوی نقصان پہنچاہے ۔

ویب پورٹل *cjp.org.in* نے 4 اگست کو اتراکھنڈ کے دہرادون سے ایک اور مسلم مخالف ریلی کی خبر شائع کی۔ وی ایچ پی اور بجرنگ دل نے مشترکہ طور پر منعقد اپنے پروگرام میں مسلمانوں اور ان کے عقیدے کو نشانہ بنانے والی نفرت انگیز تقریریں کی۔ لیڈروں میں سے ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ ہندوؤں پر جبر اوران کا قتل طویل عرصے سے جاری ہے اور اب مساجد کے بنیاد پرست' ہندوؤں کے بیدار ہونے سے خوف زدہ ہیں۔"

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 4 اگست کو اپنی ویب سائٹ پر ایک اور ویڈیو اپ لوڈ کی، جس میں ہندوتوا انتہا پسندوں کے ایک گروپ کو مسلم مخالف نعرے لگاتے اور ایک مسلم پٹری والے کو مارتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے، جو مکرونیہ ضلع ساگر ایم پی کے ایک ہندو اکثریتی علاقہ میں تکیہ بیچنے کا کام کررہا تھا۔

4 اگست کو Twitter پر ایک ویڈیو شیئر کی گئی جس میں ایک صحافی 75 سالہ مسلمان کا انٹرویو کررہا ہے، صحافی مسلم کمیونٹی کو شیطانی کردار میں پیش کررہا ہے اور نوح میں حالیہ فرقہ وارانہ تشدد کا الزام مسلمانوں پر ڈالنے کی کوشش کررہا ہے ۔ اس انٹرویو میں صحافی کو انٹرویو دینے والوں سے یہ پوچھتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے، "کیا آپ ٹھیک نہیں ہیں؟ کیا آپ بھی پتھراؤ میں ملوث تھے؟"۔ پھر اس صحافی کو یہ کہتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے کہ جہاں بھی ہم ہندواکثریت میں رہتے ہیں، ہم امن سے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو نشانہ نہیں بناتے، لیکن آپ لوگ یعنی مسلمان ایسا نہیں کرتے ۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 4 اگست کو بالیسر، جودھ پور، راجستھان میں منعقدہ ایک تقریب میں نفرت انگیز تقریر کے ایک اور معاملے کی خبر شائع کی۔ ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ بجرنگ دل-وی ایچ پی نے شوریہ سنچالن تقریب کے عنوان سے ایک پروگرام منعقد کیا، جہاں بہت سے دائیں بازو کے مقررین نے نفرت انگیز تقریریں کیں جس میں مسلمانوں کے خلاف تشدد کی دھمکی دی گئی۔

4 ۔اگست کو راجستھان کے سنگانیر-موہنا جے پور کے قریب رونما ہوئے ایک واقعہ سے متعلقTwitter پر ایک ویڈیو شیئر کی گئی جہاں ایک بے قابو ہجوم نے دو مسلم نوجوانوں کو پکڑ لیا، جو جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر جا رہے تھے، ان پر حملہ کیا گیا اور انہیں جئے شری رام کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق مقدمہ درج کر لیا گیا ہے اور پولیس نے واقعے سے متعلق 5 افراد کو حراست میں لے لیا ہے۔

5 اگست کو راجستھان کے کوٹہ ضلع کے جلمی گاؤں سے متعلق ایک

ویڈیو ٹویٹر پر شیئر کی گئی تھی، جس میں دکھایا گیا کہ بی جے پی کے ایک ایم ایل اے نے پہلے غیر قانونی طور پر ایک تاریخی مسجد پر قبضہ کر لیا، جو وقف املاک کے تحت آتی ہے، اس میں پولس کی مدد بھی شامل تھی اور بعد میں اسے مسجد کے احاطے میں پوجا کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ بظاہر یہ ASI ایکٹ کی مکمل خلاف ورزی ہے ۔ اس حرکت کا مقصد مسلم آبادی کو ذہنی طور پر ہراساں کرنا تھا۔

ویب پورٹل *siasat.com* نے 5 اگست 2023 کو بمقام چارٹر، گجرات سے نفرت انگیز جرائم کے ایک اور واقعے کی خبر شائع کی۔اس کے مطابق دائیں بازو کے کارکنان پک اپ وین میں بھینسیں لے جانے پر عمید خان بلوچ نامی ایک مسلمان شخص کو بے رحمی سے مار رہے ہیں۔ یہ واقعہ مبینہ طور پر 22 جولائی کو پیش آیا تھا، تاہم اس کی دل خراش ویڈیو 5 اگست کو منظر عام پر آئی۔ابھی تک اس معاملے میں کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی ہے۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 5 اگست کو مہندر گڑھ، ہریانہ سے متعلق ایک اور نفرت انگیز ریلی کی خبر شائع کی، جہاں بجرنگ دل سے وابستہ دائیں بازو کے کارکنان مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کررہے ہیں اور مسلمانوں کو غدار بتارہے ہیں ۔

5 اگست کو، میرٹھ یوپی سے متعلق سوشل میڈیا پر ایک ویڈیومنظر عام پر آئی جہاں بجرنگ دل کے ایک گروپ نے ایک مسجد پر حملہ کیا اور توڑ پھوڑ کی، جو صدر بازار پولیس اسٹیشن سے مشکل سے 500 میٹر کے فاصلے پر ہے۔ مسجد کے گیٹ پر ڈی جے بجاتے ہوئےاس گروپ نے مسجد کے گیٹ پر زعفرانی کپڑا بھی باندھ دیا۔

سچائی کی جانچ کرنے والی ویب سائٹ *hatedetector.com* نے 5 اگست کو مغربی بنگال کے اتر دیناج پور ضلع سے ہجومی تشدد کے ایک معاملے کی خبر شائع کی، جہاں ایک ہندو ہجوم نے مبینہ طور پر چوری کے الزام میں ایک مسلمان شخص رحیم علی کو پیٹ پیٹ کر مار ڈالا۔

ویب پورٹل *Thetelegraphonline.in* نے 6 اگست کو اپنی ویب سائٹ پر ایک ویڈیو پوسٹ کی، جس میں نوح، ہریانہ میں ریاستی حکومت کے ذریعہ منتخب مسلمانوں کے مکانوں کو مسمار کرنے کا الزام لگاتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ نوح کے ایک مقامی شخص نے ٹیلی گراف سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ”حکام نے یہ بلڈوزر صرف مسلمانوں کے گھروں اور دکانوں کو گرانے کے لیے استعمال کیا ہے۔ انھوں نے سوال کیا کہ تشدد کے ذمہ داروں اور ریلی میں کھلے عام ہتھیار استعمال کرنے والوں کا ایک بھی گھر کیوں نہیں مسمار کیا؟ جمعیۃ کے ایک وفد نے انہدام کی جگہ کا دورہ کیا اور متاثرہ خاندانوں کے لیے امدادی سامان کا بندوبست کیا۔ ذرائع نے بتایا کہ نوح ٹاؤن میں نلہار میڈیکل کالج کے ارد گرد 2.6 ایکڑ اراضی پر قائم غیر قانونی تعمیرات کو بھی مسمار کر دیا گیا ہے۔

ہندی روزنامہ امر اجالا اور ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 6 اگست کو اتراکھنڈ کے دہرادون شہر سے ایک واقعہ کی خبر شائع کی۔ انڈیا ٹی وی کی نشرکردہ ایک ویڈیو میں بجرنگ دل اور ہندو جاگرن منچ نے مسوری دہرادون ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے خلاف ایک احتجاج کا اہتمام کیا کہ مسلمان اس کی ہاؤسنگ اسکیموں کے تحت الاٹ کیے گئے فلیٹوں میں سے ایک میں نماز ادا کر رہے ہیں اور دعویٰ کیا کہ اسے مسجد میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ویب پورٹلز *hindutvawatch.org* اور

sentinelassam.com نے 6 اگست کو ماگورماری، کوکراجھار، آسام سے جسمانی حملے کے ایک اور واقعے کی خبر شائع کی۔ ویڈیو میں ہندوؤں پر مشتمل ایک مشتعل ہجوم نے گائے چوری کرنے کے شبہ میں ایک مسلمان اور ایک قبائلی شخص کو رسیوں سے باندھ کر وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا۔ رپورٹ کے مطابق کوکراجھار پولیس نے کوسک منڈل اور رنکو رائے کو گرفتار کیا جو 6 اگست کو ہونے والے حملے میں ملوث تھے ۔

Financial Express نے 6 اگست کو ایک اور متنازعہ تقریر کی خبر شائع کی جس میں ہندستان کے مسلمانوں کو بتایا گیا کہ ''ہم ان تمام لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے جو ہندو کو بھائی سمجھتے ہیں لیکن ہندوستان کے خلاف بولنے والوں کی جان لینے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ مدھیہ پردیش کے رتلام ضلع کے بنگروٹ میں پارٹی کارکنوں کے ایک پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے، بی جے پی کے رکن پارلیامنٹ کیلاش وجے ورگیہ نے کہا، ''ہم کسی کے مخالف نہیں ہیں۔ وہ تمام لوگ جو بھارت ماتا کی جئے کہتے ہیں، ہمارے بھائی ہیں اور ہم ان کے لیے اپنی جانیں دے سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ بھارت ماتا کے خلاف بولیں گے، ہم ان کی جان لینے سے بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

6 اگست کو سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز نے مسلمانوں کے خلاف خطوط شائع کیے جس میں کہا گیا ''مسلم ہاکروں، تاجروں اور بھکاریوں کو ہریانہ کے 19 گاؤں میں تجارت یا کاروبار کرنے کے لیے داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی، یہ قدم نوح میں ہمارے ہندو بھائیوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کے پیش نظر اٹھایا گیا ہے۔ سوشل میڈیا رپورٹس کے مطابق ہریانہ کے مہیندر گڑھ ضلع کے 19 گاؤں کے سرپنچوں نے ایس ڈی ایم مہندر گڑھ کو اس طرح کا خط بھیجا تھا، جس میں مسلمانوں کو یہ وارننگ دی گئی تھی۔

بجرنگ دل اور وی ایچ پی کی طرف سے مشترکہ طور پر منعقد کی گئی ایک احتجاجی ریلی کی ایک ویڈیو 6 اگست کوTwitter پر شیئر ہوئی ۔ ویڈیو میں، BD/VHP کارکنوں کو شہر میں مسلمانوں کی دکانوں کو زبردستی بند کرواتے ہوئے اور انہیں فوری طور پر جگہ چھوڑنے کا الٹی میٹم دیتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ان کا دعوی تھا کہ یہ قدم اتراکھنڈ کے چمبہ تہری ضلع میں ہوئے مبینہ لوجہاد کے واقعہ کی وجہ سے اٹھا یا گیا۔

Indian Expressنے 6 اگست کو فرید آباد، ہریانہ کی ایک مسجد پر حملے سے متعلق ایک خبر شائع کی۔ ایکسپریس کی رپورٹ کے مطابق فرید آباد کے کیلی گاؤں کی ایک مسجد پر دو افراد نے مبینہ طور پر پٹرول بم پھینکا۔ یہ واقعہ 3 اگست کی صبح پیش آیا۔ فرید آباد پولیس کے مطابق ان کے قبضے سے ایک دیسی ساختہ پستول، پانچ زندہ کارتوس، ایک دیسی ساختہ ریوالور، ایک تلوار اور 13 پیٹرول سے بھری بوتلیں برآمد کی گئیں۔ انہیں گرفتار کر کے چھ دن کی پولیس ریمانڈ پر بھیج دیا گیا ہے۔

Times of India نے 7 اگست کو اندور ایم پی سے ایک افسوس ناک واقعہ کی خبر شائع کی، جس کے مطابق دائیں بازو کا ایک گروپ مسجد پر پٹرول بم پھینکتا پایا گیا ۔ یہ جرم علاقے میں نصب سی سی ٹی وی پر ریکارڈ کیا گیا، جس میں کچھ مرد اور ایک عورت کو آگ لگاتے ہوئے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ جواہر مارگ کے رہنے والے محمد شبیر کی شکایت کی بنیاد پر پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے۔

ویب پورٹل outlookindia.com نے 7 اگست کو ہریانہ کے پانی پت شہر میں مسلمانوں کی دکانوں میں توڑ پھوڑ کی خبر شائع کی ۔ رپورٹ کے مطابق تقریباً 30-25 افراد اپنے چہرے ڈھانپے ہوئے اور تلواریں اور چاقو لیے ہوئے پانی پت کے ایک مقامی بازار میں داخل ہوئے۔ ایک پولیس اہلکار نے کہا، ''مسلح افراد نے اتوار کو چاندنی باغ پولیس اسٹیشن کی حدود میں تین مقامات پر جائیدادوں کو نقصان پہنچایا اور مالکان کو انہیں خالی کرنے کی دھمکی دی۔ پولیس اب تک 15 افراد کو پکڑ چکی ہے اور ان کے کردار کا پتہ لگایا جا رہا ہے۔ پولیس نے مزید کہا، ''سی سی ٹی وی فوٹیج اور رہائشیوں کی طرف سے بنائی گئی ویڈیوز کی بنیاد پر اور بھی بہت سے لوگوں کو پکڑا جائے گا۔'' ہریانہ پولیس نے چاندنی باغ پولیس اسٹیشن میں تعزیرات ہند کی دفعہ 148، 149، 324، 427 اور 506 کے تحت تین ایف آئی آر درج کی ہیں۔

Hindustan Timesنے 7 اگست کو ایک خبر شائع کی کہ گڑگاؤں میں مسلم کمیونٹی کے خلاف ایک احتجاج کا اہتمام کیا گیا۔ گروگرام میں آس پاس کے دیہاتوں کے سینکڑوں افر اد ٦ اگست کو گروگرام کے سیکٹر 57 میں ممنوعہ احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جمع ہوئے، جہاں اگست کے آغاز میں فرقہ وارانہ تشدد کے دوران ایک مسجد پر حملہ کیا گیا اور ایک نائب امام کو قتل کر دیا گیا۔ پروگرام میں مسلمانوں کے اقتصادی اور سماجی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا ۔ ان مظاہرین نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ امام کو مبینہ طور پر قتل کرنے والے ملزمان کو فوری اور غیر مشروط طور پر پولیس کی حراست سے رہا

کیا جائے۔ ضلعی انتظامیہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے پروگرام کے لیے کوئی اجازت نہیں دی تھی اور ٹیگرا، گروگرام کے سیکٹر 57 اور اس کے آس پاس ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت امتناعی احکامات نافذ کیے تھے۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 7 اگست کو جلال آباد، شاہجہاں پور، یوپی سے متعلق ایک ویڈیو شیئر کیا، جس میں راشٹریہ بجرنگ دل لیڈر اور شاہجہاں پور کی ضلع سول عدالت میں ایک وکیل اریت گپتا نے مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز تقریر کی۔ انہوں نے دھمکی دی کہ اگر ججوں نے گیانواپی مسجد تنازعہ میں ہندوؤں کے حق میں فیصلہ نہیں دیا تو بابری مسجد سانحہ دوبارہ دوہرایا جائے گا۔

ویب پورٹل *siasat.com* نے 7 اگست کو ایک خبر شائع کی کہ کچھ ہندو تنظیموں اور گاؤں والوں نے کرناٹک کے ایک گاؤں میں چرچ کی تعمیر کی مخالفت کی ہے، اس گاؤں میں عیسائی برادری موجود نہیں ہے۔ یہ چرچ موڈیگیرے تعلقہ کے لوکاولی گاؤں میں تعمیر کیا جا رہا تھا۔ مقامی لوگوں اور ہندو تنظیموں نے دعویٰ کیا ہے کہ چونکہ گاؤں میں کوئی عیسائی خاندان نہیں ہے، اس لیے چرچ کی تعمیر نہیں ہونی چاہیے۔

ویب پورٹل *clarionindia.net* نے 7 اگست کو چنئی، تمل ناڈو سے اسلامو فوبیا پر مبنی واقعہ کی خبر شائع کی: تمل ناڈو کی دارالحکومت چنئی میں پولین تھوپ ٹریفک انویسٹی گیشن ونگ (TIW) سے منسلک ایک پولیس انسپکٹر کو بروز پیر مبینہ طور پر ایک آڈیو پیغام بھیجنے کے الزام میں معطل کر دیا گیا۔ ایک واٹس ایپ گروپ پر اسی پولیس افسر نے واٹس ایپ آڈیو میں کہا، ”ہندوستان ہندوؤں کی سرزمین ہے، اور یہاں عیسائی اور مسلمان اقلیت میں ہیں۔ اکثریت زمین پر راج کرے گی۔ اگر وہ (مسلمان اور عیسائی) کو ٹھیک نہیں لگتا تو وہ پاکستان یا دوسرے مسلم ممالک جا سکتے ہیں۔

7 اگست کو Twitter پر اتراکھنڈ کے نینی تال شہر سے متعلق ایک ویڈیو شیئر کی گئی، جہاں بجرنگ دل کے 8 ارکان نے بغیر کسی وجہ کے ایک مسلم لڑکے محمد شاہ جی پر وحشیانہ حملہ کیا۔ اسے بعد میں بی ڈی پانڈے اسپتال میں داخل کرایا گیا اور اس کا علاج چل رہا ہے۔

ویب پورٹل *indianobserverpost.in* نے 8 اگست کو ہوڈل، ہریانہ سے جسمانی حملے کی خبر شائع کی۔ یہ واقعہ 2 اگست کو پیش آیا جب بجرنگ دل کے 25-20 ارکان نے الور ہوٹل میں ایک 55 سالہ کارکن عبدالرزاق پر حملہ کیا۔ حملے کے نتیجے میں رزاق کا ہاتھ ٹوٹ گیا اور ایک اور شخص جو حملے کے وقت وہاں موجود تھا شدید زخمی ہوگیا۔ بعد ازاں جمعیت علماء کی مقامی یونٹ کے ذمہ داران عبدالرزاق کی مدد کے لیے آگے آئے اور انھیں ضروری طبّی اور قانونی امداد فراہم کی۔

Twitter اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز نے 8 اگست کو ایک مسلم مخالف پوسٹر شائع کی جس میں غازی آباد کے باشندوں سے اپیل کی گئی تھی ”یوپی میں بھائی جان یعنی مسلمانوں سے کچھ نہ خریدیں، بلکہ بھائی یعنی ہندو سے خریدیں۔“ رپورٹ کے مطابق پولیس نے 6-5 نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے تاہم ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے۔

Indian Express نے 8 اگست کو ایک مسلمان شخص کے گھر پر پتھراؤ اور گھر کے قریب واقع ایک مزار کے ایک حصے کو نذر آتش کرنے کی خبر شائع کی۔ ایکسپریس کی رپورٹ کے مطابق افتخار احمد نامی شخص نے شکایت درج کرائی کہ اہل خانہ رات کے وقت آرام کر رہے تھے، رات 11.30 بجے کے قریب اہل خانہ نے شیشہ ٹوٹنے کی آواز سنی۔ ”میرے بیٹے گلزار احمد اور میں نے دیکھا کہ سیڑھیوں کے قریب ایک کھڑکی ٹوٹی ہوئی تھی اور تین

آدمی ایک موٹر سائیکل کے پاس باہر کھڑے تھے۔ ان میں سے چند گھر اور دروازے پر پتھر برسا رہے تھے۔ بعد میں ان افراد نے میرے گھر سے سڑک کے پار ایک اور شخص کے گھر پر پتھر برسائے۔ جب لوگ جمع ہونے لگے تو وہ تیزی سے اپنی موٹر سائیکل پر بھاگ گئے۔ اسی دن گروگرام کے سیکٹر 37 میں واقع ایک مزار کے ایک حصے کو صبح سویرے نامعلوم افراد نے آگ لگا دی۔ پولیس نے واقعات سے متعلق دو الگ الگ ایف آئی آر درج کی۔

ویب پورٹل hindutvawatch.org پر ایک خبر شائع ہوئی کہ 8 اگست کو نئی دہلی میں منعقدہ ایک تقریب میں ایک بار پھر نفرت انگیز تقریر ہورہی تھی۔ ویڈیو میں بی جے پی لیڈر اور ہندو یونائیٹڈ فرنٹ کے سربراہ جئے بھگوان گوئل نے مسلمانوں کو شیطان کا آلہ بتاتے ہوئے ہندوؤں سے ہتھیار خریدنے کی اپیل کی۔

ویب پورٹل theprint.in اور hindutvawatch.org نے 8 اگست کو راہوری، احمد نگر، مہاراشٹر سے ایک اور نفرت انگیز تقریر کی خبر شائع کی۔ سکل ہندو سماج کے ذریعہ منعقدہ ہندو جن آکروش مورچہ پروگرام میں ٹویٹر پر شیئر کی گئی ویڈیو میں، بی جے پی لیڈر اور قانون ساز نتیش رانے نے مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز تقریر کی۔ اس نے مختلف مسلم مخالف سازشی خیالات کو ہوا دی، آذان کو نشانہ بنایا، اور روہنگیا پناہ گزینوں کو شیطان قرار دیا۔

8 اگست کوTwitter پر ایک ویڈیو شیئر کی گئی جس میں ہریانہ کے بھیوانی کے شری مہاکال بریگیڈ کے لیڈر اوکیندر رانا نے کھلے عام گائے لے جانے کے شبہ میں ایک ٹرک ڈرائیور پر بندوق تان لی۔

ویب پورٹل hindutvawatch.org نے 8 اگست کو VHP کے زیر اہتمام ایک پروگرام میں نانی دمن، دمن اور دیو سے نفرت انگیز تقریر کی خبر شائع کی۔ سوشل میڈیا پر شیئر کی گئی ایک ویڈیو میں، دائیں بازو کی نفرت پھیلانے والی کاجل شنگھلا نے ایک بار پھر مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تشدد کو بھڑکانے کے لیے سازشی نظریات پیش کئے جس میں وی ایچ پی-بجرنگ دل کے اکھنڈ بھارت سنکلپ دیوس تقریب میں مسلمانوں کو ''کیڑے'' کہا گیا۔

9 اگست کو، Social Media پلیٹ فارمز پر ایک ویڈیو منظر عام پر آئی، جس میں دکھایا گیا کہ ایم پی کے کھنڈوا ضلع میں کانور یاترا کے دوران، ایک بنیاد پرست ہندوتوا لیڈر نے مسلم کیمونٹی کو جسمانی حملے کی دھمکی دی۔ اس گروہ کو ایک مسجد کے قریب کھڑے ہو کر اشتعال انگیز تقریر کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ اگر کوئی جہادی نظر آئے تو ہم ان کے ٹکڑے کر دیں گے۔

ویب پورٹل hindutvawatch.org نے 9 اگست کو ہریدوار، اتراکھنڈ سے اطلاع دی کہ یو سی سی کی حمایت میں منعقد ہونے والے ایک پروگرام میں دائیں بازو کے بہت سے ہندو پجاریوں کی طرف سے نفرت انگیز تقاریر کی گئیں۔ ویڈیو میں ایک مقرر کو یہ کہتے ہوئے سنا جا سکتا ہے کہ اگر مٹھی بھر لوگ مسلمانوں کا حوالہ دیتے ہوئے ہندوستان کو ہلا کر رکھ سکتے ہیں تو سوچیں کہ 85 فیصد ہندو ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔

ویب پورٹل hindutvawatch.org نے 9 اگست کو بوندی، راجستھان میں ہوئے جسمانی حملے کی خبر شائع کی۔ ٹویٹر پر پوسٹ کی گئی ایک ویڈیو میں گئو رکشکوں نے ایک مسلم ٹرک ڈرائیور پر حملہ کیا اور مبینہ طور پر گائے لے جانے کی پاداش میں ٹرک کو نقصان پہنچایا۔

9 اگست کو پورٹل indiatoday.in پر یوپی کے علی گڑھ کے ایک مذہبی مقام کی بے حرمتی کا معاملہ شائع ہوا۔ 8 اگست کی دیر شب کو اتر

پردیش کے علی گڑھ ضلع میں شرپسندوں کے ایک گروپ نے مبینہ طور پر ایک تاریخی درگاہ اور مسجد کے گنبد کی توڑ پھوڑ کی۔ یہ واقعہ شہر کے علاقے چھرہ میں واقع بابا بجرالدین شاہ کی تاریخی درگاہ اور مسجد میں پیش آیا۔ واقعہ کے منظر عام پر آنے کے فوراً بعد سینکڑوں مسلمان موقع پر جمع ہوگئے اور توڑ پھوڑ کے ذمہ دار شرپسندوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔ ایک سینئر پولیس افسر کے مطابق، مقدمہ درج کر لیا گیا ہے، اور نامعلوم شرپسندوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔

Amarujala نے 10 اگست کو خبر دی کہ اندور کی ایک ضلعی عدالت نے اندور کے رہنے والے بیس سالہ مسلم نوجوان محمد صابر کو جبری تبدیلی مذہب اور' لو جہاد' میں ملوث ہونے کے الزام میں بیس سال کی سزا سنائی۔ اسے ایم پی مذہبی آزادی ایکٹ 2021 کی دفعہ 3/5 کے تحت سزا سنائی گئی ۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس کی فیملی کا دعوی ہے کہ اس نے ایک نابالغ لڑکی کو گھر میں اکیلا پا کر اس کی عصمت دری کی اور ہراساں کیا، حالاں کہ یہ الزام ثابت نہیں ہو پایا ۔

Free Press Journal نے12 اگست کو ایم پی کے بھنڈ ضلع میں رونما ہونے والے ظلم و تشدد پر مبنی ایک واقعہ کو شائع کیا ہے۔ بھنڈ میں ٹھاکر برادری کے ایک گروپ کے ذریعہ ایک دلت شخص کو مبینہ طور پر مارا پیٹا گیا اور اسے ”جے شری رام“ اور ”ٹھاکر ہمارے باپ ہیں “ کہنے پر مجبور کیا گیا۔ ویڈیو سوشل میڈیا پر کافی وائرل ہے ۔ اس معاملے میں ایف آئی آر درج کی گئی ہے اور پولیس نے مبینہ طور پر ملوث 4 لوگوں کو حراست میں لیا ہے۔

Dalit Times نے 12 اگست کو یوپی کے سون بھدر ضلع سے تعلق رکھنے والے ایک دلت خاندان کے خلاف جسمانی تشدد اور ذات پات پر مبنی عصبیت و تفریق کی خبر شائع کی ہے۔ گھر کے سامنے پیشاب کرنے سے روکنے پر اونچی ذات کے ہندوؤں نے متاثرہ خاندان پر لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ اطلاعات کے مطابق پولیس معاملے کی تحقیق کر رہی ہے۔

13 اگست کو *Times of India* نے خبر شائع کی کہ علی گڑھ، یوپی میں ایک مسجد کے امام کو پولیس نے جبری تبدیلی مذہب کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ انھیں اس وقت گرفتار کیا گیا جب بجرنگ دل کے ایک گروپ نے ان کی گرفتاری کا مطالبہ کرتے ہوئے عوامی احتجاج کا انعقاد کیا۔ مکمل تفتیش کے بعد پولس کوکوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملا اور ایک دن بعد پولیس نے ان کو باعزت بری کردیا۔

Free press Journal اور ویب پورٹل *siasat.com* نے 13 اگست کو خبر شائع کی کہ بھوپال کے ایک سابق میئر اور مدھیہ پردیش بی جے پی ریاستی یونٹ کے نائب صدر آلوک شرما نے اپنی تقریر میں انتہائی متنازع اور دھمکی پر مبنی باتیں کہیں :انھوں نے مسلم ووٹروں سے اپیل کی کہ اگر وہ بی جے پی کو ووٹ نہیں کرتے ہیں تو دوسروں کو بھی ووٹ نہ دیں۔ ریاست کے رتلام ضلع کےجوورہ میں بی جے پی کارکنوں کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئےانھوں نے کہا، ”میں جوورہ کے اپنے مسلمان بھائیوں سے اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ بی جے پی کو ووٹ نہیں دینا چاہتے ہیں تو نہ دیں۔ لیکن، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ووٹ ڈالنے کے لیے بالکل نہ جائیں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ووٹروں نفسیاتی طور پر ڈرانے دھمکانے کی کس حد تک کوشش کی جاتی ہے ۔

ٹی وی چینل *ETV Bharat* نے 13 اگست کو 40 سالہ مسلم شخص امان حفظ الرحمن کے ساتھ رونما ہوئے ایک المناک واقعہ کی خبر شائع کی کہ آسام کے ہوجائی ضلع میں جانور چوری کے شبہ میں 6 بنیاد پرست ہندوؤں نے اسے پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا ۔ مقامی پولیس نے فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے اس واقعے کے سلسلے میں چھ افراد کو گرفتار کر لیا، جب کہ اس کے پس پشت کارفرما عوامل سے پردہ اٹھانے کے لیے تفتیش جاری ہے۔ ان افراد کے خلاف دفعہ 302 قتل اور تعزیرات ہند آئی پی سی کی دیگر متعلقہ دفعات کے تحت مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ جو چھ افراد گرفتا ر ہوئے ہیں ان میں سنجے داس، نکھل داس،تلیندر داس، اتم چکرورتی، جینتا چکرورتی اور سندھو مجموادر شامل ہیں۔

13 اگست کو سریش چوہانکے نے اپنے Twitter پر ایک بار پھر نفرت بھری ہوئی پوسٹ شیئر کی، جو ایک ٹی وی شو کا حصہ تھی۔ مجوزہ شو کی شہ سرخی میں کہا گیا ہے، ”کیا میوات سے قومی سلامتی کو خطرہ ہے “ اس سلسلے میں اس نے مسلم کیونٹی کا مورد الزام ٹھہرایا ہے۔

ویب پورٹل *indiatoday.in* نے 13 اگست کو جسمانی تشدد کی خبر شائع کی کہ للت پور، یوپی میں ایک دلت شخص سوجن اہیروار کو سڑک کے بیچوں بیچ زدو کوب کیا گیا ، وجہ یہ تھی کہ اس نے ملزم کو مفت چکن دینے سے انکار کیا۔ اس حملے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر گردش کر رہی ہے۔ اس کے بعد، پولیس نے ملزمان کے خلاف درج فہرست قبائل کے خلاف مظالم کی روک تھام ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا۔

ٹویٹر ہینڈل *The Muslim* نے 14 اگست کو ایک ویڈیو پوسٹ کی ہے کہ یوپی کے ہردوئی میں ایک مسلمان شخص نبی زیدی کو ریلوے ٹریک پر پیٹا گیا، اطلاعات کے مطابق، نبی زیدی کے رشتہ دار جو موٹر سائیکل پر سفر کر رہے تھے، اس کی گاڑی پروین کی موٹر سائیکل سے غیر ارادی طور پر بھڑ گئی۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی پروین کے دوست موقع پر پہنچ گئے اور نبی زیدی کو مارنا شروع کردیا۔ اس غیر فرقہ وارانہ معاملے میں ہندو برتری کازعم ظاہر ہورہا تھا ۔

ہندستان ٹائمز نے 14 اگست کو پلول ہریانہ میں بجرنگ دل اور وی ایچ پی کی طرف سے ایک مہاپنچایت منعقد کرنے کی خبر شائع ہوئی۔ اخبار کے مطابق، بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد کے سینکڑوں ارکان اتوار کو پلول میں ایک مہاپنچایت میں شامل ہوئے اور اعلان کیا کہ وہ اس ماہ کےاخیر میں ضلع نوح میں اپنا مذہبی جلوس دوبارہ نکالیں گے ۔ حالاں کہ محض پندرہ دن قبل ان کے ہی جلوس کی وجہ سے علاقے میں فرقہ وارانہ جھڑپیں ہوئیں۔ اس مہاپنچایت میں شعلہ انگیز تقاریرہوئیں اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانوں کو،،سبق سکھایا جائے ‘‘، ہندو خاندانوں کو مسلح کیا جائے، اور ضلع نوح کوجہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، تحلیل کر کے دوسرے اضلاع میں ضم کر دیا جائے،تا کہ مسلمانوں کو سیاسی اور علاقائی طور سے کمزور کیا جاسکے ۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 14 اگست کو نئی دہلی میں ایک پروگرام میں ہونے والی نفرت انگیز تقریر کی خبر شائع کی ۔ اس موقع پر وشو ہندو پریشد کے ورکنگ صدر آلوک کمار نے ونواسی رکشا پریوار فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام منعقد تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو شیطان کہا اور دعویٰ کیا کہ متھرا اور وارانسی کی مساجد کو اگلے دس سالوں میں مندروں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

ویب پورٹل *journomirror.com* نے 14 اگست کو وسنت وہار، تھانے، مہاراشٹر میں ہوئے امتیازی سلوک اور دھمکی کی خبر شائع کی ۔ تفصیلات کے مطابق مسلم شخص مفید عالم جو گزشتہ ایک دہائی سے سرمہ بیچتا ہے ، اس کو ہندو دکاندار نے مسلمان ہونے کی وجہ سے نشانہ بنایا۔ متاثرہ شخص کے بیان کے مطابق، ہندو دکاندار نے اسے گالی دینا شروع کر دی اور ’جے شری رام‘ کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا۔ پولیس نے حملہ آور کے خلاف شکایت درج کر لی ہے۔

ٹی وی چینل *Times Now* نے 15 اگست کو ایم پی کے ودیشا ضلع میں یوم آزادی کے موقع پر ذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی ایک خبر شائع کی ۔ واقعہ یہ ہے کہ گاؤں سرونج کے ایک دلت سرپنچ کو ایک اسکول میں ترنگا لہرانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ سرپنچ نے الزام لگایا کہ اسکول کے اونچی ذات کے ٹیچر نے انہیں یوم آزادی کی تقریبات کا حصہ نہیں بننے دیا اور دلت ہونے کی وجہ سے ان کی توہین بھی کی۔ مقامی ایس ڈی ایم نے معاملے کا نوٹس لیتے ہوئے مقامی تعلیمی اتھارٹی کو معاملے کی تحقیق کرنے اور مناسب کارروائی کی ہدایت دی۔

ٹی وی چینل *India TV* اور کئی ٹویٹر ہینڈلز نے 16 اگست کو خبر شائع کہ ممبئی کے باندرہ ٹرمینس پر ایک مسلمان کو ایک بنیاد پرست ہجوم نے

The Tribune نے 16 اگست کو خبر شائع کی کہ ہریانہ کے پانی پت شہر میں بجرنگ دل سے وابستہ 250 سے زیادہ لوگوں نے ترنگا یاترا کے دوران ایک مسجد کے سامنے ہنگامہ کیا۔ وہ مبینہ طور پر مسجد میں داخل ہوئے اور نفرت انگیز نعرے لگائے۔ ڈی جی پی ہریانہ، ایس پی پانی پت، ڈی سی پانی پت اور دیگر اعلیٰ حکام کو دی گئی شکایت میں تقریباً 250 نوجوانوں کا ایک گروپ سرائے محلہ پہنچا اور وہاں جامع مسجد کے سامنے جمع ہو کر نعرے بازی کی۔ ادھر پولیس نے معاملے کی تحقیق شروع کر دی ہے۔

میر فیصل نے اپنے Twitter پر 17 اگست کو پٹنہ بہار کی ایک ویڈیو پوسٹ کی جس میں بجرنگ دل کے کارکنان نے بھینسیں لے جانے کے الزام میں ٹرک ڈرائیور اور کلینر پر جسمانی حملہ کیا ۔ ویڈیو کے مطابق دونوں متاثرین کی شناخت ظاہر نہیں کی گئی کہ وہ مسلمان ہیں یا نہیں۔

ویب پورٹل *thehindustangazette.com* نے 17 اگست کو جموں میں نکالی گئی ترنگا ریلی کی خبر شائع کی ، جس کے مطابق بجرنگ دل کے ارکان نے مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز نعرے لگائے۔ جلوس کے دوران ”جب ملے کٹے جائیں گے، رام رام چائیں گے جیسے نعرے لگائے گئے۔“

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 17 اگست کو سرسی، کرناٹک میں ہوئے ایک پروگرام میں نفرت انگیز تقریر کی خبر شائع کی۔ ہندو جاگرن ویدیکے (HJV) لیڈر جگدیش کارنتھ نے مسلمانوں کے خلاف انتہائی نفرت انگیز تقریر کی اور ان کے خلاف تشدد کی کھلی اپیل کی۔اس نے کہا، ”جو مسلمان دوبارہ تقسیم کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو یا تو گولی مار دی جائے یا پھر کاٹ دیا جائے۔“

17 اگست کو ہندی روزنامہ *Dainik Bhaskar* نے مغربی یوپی سے معاشی بائیکاٹ کی ایک خبر شائع کی کہ دائیں بازو کی تنظیموں نے سوشل میڈیا پر(مہندی جہاد) عنوان سے ایک نئ مہم چلائی اور مطالبہ کیا کہ ہندو خواتین کو مسلمان دکانداروں سے اپنے ہاتھوں پر مہندی نہیں لگوانی چاہیے۔ بھاسکر کی رپورٹ کے مطابق وہ چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ ”ہندو بہنوں کو مسلمان نوجوانوں کی طرف سے ساون اور تیج کے تہوار پر مہندی لگانے سے گریز کرنا چاہیے (یہ دو ہندو تہوار ہین جن کے دوران عورتیں پوجا کرنے سے پہلے خود کو نئے کپڑوں، مہندی اور زیورات سے آراستہ کرتی ہیں) اور اپیل کی گئی کہ مہندی صرف ہندو سے ہی لگوائیں ، ہندوؤں کو ملازمت دیں اور اپنی حفاظت کا بھی خیال رکھیں، جہادیوں کے بجائے سناتنیوں سے مہندی لگوائیں۔“

ویب پورٹل *newsclick.com* نے 17 اگست کو تمل ناڈو کے ترونیل ولی ضلع کے نانگونیری میں ایک دلت طالب علم اور اس کی بہن پر قاتلانہ حملے کی خبر شائع کی ۔ ہائی اسکول کے طلبہ کا ایک گروپ دلت وحشیانہ طریقے سے مارا پیٹا ، یہ ہجوم جنگی نعرے کے طور پر جئے شری رام کا نعرہ لگاکر لگاتار شور برپا کررہا تھا ۔ واقعے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی۔ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ مسلم نوجوان کو ایک نابالغ ہندو لڑکی کے ساتھ گھومنے پھرنے کے الزام میں مارا پیٹا گیا۔ ویڈیو وائرل ہونے کے بعد ممبئی پولیس نے مجرموں کی شناخت شروع کردی ہے ۔

Free Press Journal نے 16 اگست کو ایک واقعہ کی خبر شائع کی کہ بجرنگ دل اور وی ایچ پی کے ایک گروپ نے ایم پی کے گونا میں یوم آزادی کے موقع پر مسلمانوں کی طرف سے نکالی گئی ترنگا ریلی میں خلل پیدا کیا اور جئے شری رام کے نعرے لگا کر شور شرابہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دونوں گروپوں میں تصادم ہو گیا۔ اس جھگڑے کے جواب میں مسلم کمیونٹی کے لوگوں نے مقامی پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کرائی۔ انھوں نے واقعے کے ثبوت کے طور پر ویڈیو پیش کی اور خلل ڈالنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ پولیس نے ثبوت کے طور پر فراہم کردہ ویڈیو فوٹیج کی بنیاد پر معاملے کا جائزہ لینا شروع کر دیا ہے۔

صاف آفرین کے Twitter پر 16 اگست کو ہریانہ کے حصار سے متعلق ایک ویڈیو شیئر کی گئی جس میں ایک بنیاد پرست شخص کو ہندوستانی آئین کے بانی ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کے پوسٹر کو آگ لگاتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے، ابھی تک ملزم کی شناخت ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ہےاور نہ کارروائی کی کوئی خبر ہے ۔

ٹوئٹر ہینڈل *The Muslim* نے 16 اگست کو ایک ویڈیو شیئر کی کہ راجستھان کے جے پور شہر میں ایک ترنگا یاترا کے دوران انتہا پسند ہندوتوا کارکنوں کے ایک گروپ کو اقلیت مخالف اشتعال انگیز نعرے لگاتے ہوئے دیکھا جارہا ہے ۔ وہ گروپ اپنے نعرے میں کہہ رہا تھا ”اگر آپ ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو جے شری رام کہنا پڑے گا۔“

طالب علم کے گھر میں گھس آیا اور اسے درانتی سے مارا۔ قابل ذکر ہے کہ تمل ناڈو کے وزیر اعلی ایم کے اسٹالن نے اس واقعہ کی مذمت کی اور 12 اگست کو انھوں نے زخمی بچوں کی ماں سے بات کی۔ انھوں نے کہا، ”نوجوانوں میں ذات پات اور فرقہ وارانہ جذبات کا پھیلاؤ تمل ناڈو کی فلاح و بہبود کے لیے اچھا نہیں ہے۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جسے فوری طور پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔

ویب پورٹل *Indiatoday.in* نے 17 اگست کو یوپی کے جونپور کی ایک نابالغ دلت لڑکی کے خلاف گھناؤنے جرم کی خبر شائع کی۔ اطلاعات کے مطابق، یوپی پولیس نے 14 اگست کو جونپور میں ایک دلت نابالغ لڑکی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے اور اس جرم کی ویڈیو ریکارڈ کرنے کے الزام میں چھ افراد کو گرفتار کیا۔ یہ گرفتاریاں اس وقت عمل میں آئیں جب یہ ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی ۔ متاثرہ کی ماں نے پولس میں شکایت درج کرائی، اس کے بعد دفعہ 147، 354 (چھیڑ چھاڑ)) 504 مجرمانہ دھمکی)، 506، ایس سی/ایس ٹی ایکٹ کی دفعہ 3(2)(VA)، اور دفعہ 67 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ ملزم کے خلاف انفارمیشن ٹیکنالوجی ایکٹ کے تحت بھی مقدمہ درج کیا گیا۔

17 اگست کو، ویب پورٹل *altnews.com* نے 'سدرشن نیوز' کے ذریعے فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے کے مقصد سے میڈیا میں ہیرا پھیری اور فیک نیوز پھیلانے کی خبر شائع کی ۔ شمع بریانی ڈھابہ کی ایک ویڈیو سوشل میڈیا پر اس دعوے کے ساتھ وائرل ہوئی ہے کہ وہ بریانی پکانے کے لیے گٹر کا غیر صحت بخش پانی استعمال کرتا ہے۔ ٹویٹر صارف اور سدرشن نیوز جرنلسٹ ساگر کمار، جو کہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کا استعمال اکثر فرقہ وارانہ اور گمراہ کن معلومات کو فروغ دینے کے لیے استعمال کرتا ہے، اس نے ہندی میں ایک کیپشن کے ساتھ ویڈیو کلپ شیئر کیا جس کا ترجمہ اس طرح کیا جا سکتا ہے: ”انتباہ گالی والے مواد بھی شامل ہیں! جہادی ”تھوکنے“ سے مطمئن نہیں ہوتے۔ اب وہ گٹر کے اندر ایک پائپ ڈالتے ہیں اور اس کا پانی بریانی بنانے اور برتن صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ جب پکڑا گیا تو اس بے شرم نے ان لوگوں کو 5000 روپے رشوت دینے کی کوشش کی۔“

18 اگست کو کروکشیتر، ہریانہ کے مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر ایک ویڈیو گردش کرنے لگی جس میں بجرنگ دل کے ارکان کو شہر میں رہنے والی مسلم کمیونٹی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے دکھایا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ مسلم کرایہ دار فوری طور پر شہر سے اپنے مکان اور دکانیں خالی کریں۔

18 اگست کو X پر ایک ویڈیو وائرل ہوئی جس میں ایک بنیاد پرست نوجوان کو مبینہ طور پر رائے سین، ایم پی میں واقع تالاب والی مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دکھایا گیا، سی سی ٹی وی پر ریکارڈ ہونے والے واقعے میں ملزم اشوک وشوکرما کو مسجد کے مرکزی دروازے پر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا گیا، جس کے بعد لوگوں نے پولیس میں شکایت کی۔ پولیس نے ملزم نوجوان

کو گرفتار کر لیا۔

ویب پورٹل *etvbharat.com* نے 18 اگست کو ایک خبر شائع کی کہ جلگاؤں مہاراشٹرا میں کچھ شرپسندوں نے ایک ٹرک کو اس شبہ میں آگ لگا دی کہ اس میں گائے کا گوشت تھا۔ رپورٹ کے مطابق ان بدمعاشوں نے ڈرائیور سلو خان اور کلینر مان سنگھ کو مارنے کی کوشش کی۔ پولیس کے مطابق اب تک 18 افراد کو گرفتار کیا جاچکا ہے اور تفتیش جاری ہے۔

Hindustan Times نے 19 اگست کو راجستھان کے الور شہر سے ہجومی تشدد کی ایک خبر شائع کی۔ راجستھان کے الور ضلع کی بانسور تحصیل کے رام پور علاقے میں ایک 27 سالہ مسلم نوجوان، جس کی شناخت وسیم کے طور پر ہوئی ہے،وہ شہید ہوگیا اور اس کے دو ساتھی زخمی ہوگئے جب ایک ہجوم نے ان پر اس شبہ میں حملہ کیا کہ وہ جنگل میں غیر قانونی طور پر لکڑیاں کاٹ رہے تھے۔ ان تینوں پر مبینہ طور پر حملہ کرنے والوں میں فاریسٹ وارڈن بھی شامل تھے۔ پولیس نے واقعے کے سلسلے میں کچھ لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔

ویب پورٹل *thewire.in* نے 19 اگست کو مہسانہ ضلع کے لونوا گاؤں میں رو نما ہوئے مذہبی امتیاز کے ایک واقعہ کی خبر شائع کی کہ 10ویں جماعت کی مسلم طالبہ ارناز بانو، جو 10ویں کے ریاستی بورڈ کے امتحان میں اسکول ٹاپر تھی۔ وہ یوم آزادی کے موقع پر 10ویں اور 12ویں جماعت میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلبہ و طالبات کے لیے منعقد ہونے والی اسکول تقریب میں پہنچی ، اسے توقع تھی کہ اسے بھی انعام لینے کے لیے سٹیج پر بلایا جائے گا، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک کرتے ہوئے شری کے ٹی پٹیل اسمرتی ودیالیہ کی انتظامیہ نے اپنی اسٹار طالبہ کو محروم کردیا گیا ۔ حالاں کہ اسکول کی پرنسپل بپن پٹیل نے امتیازی سلوک پر پردہ پوشی کرتے ہوئے جواب دیا کہ ”ہمارا اسکول کسی بھی قسم کے امتیازی سلوک کے خلاف سخت پالیسی رکھتا ہے۔ یقین رکھیں، مستحق طالب علم کو اس کا انعام 26 جنوری کی تقریب میں ملے گا۔“

Deccan Herald نے 21 اگست کو یہ خبر شائع کی کہ جنتر منتر، نئی دہلی میں فرقہ پرست عناصر نے نوح میں ہوئے فرقہ وارانہ تشدد کے خلاف ایک احتجاجی پروگرام منعقد کیا ، جہاں خوب نفرت انگیز تقریریں ہوئیں ۔ حالاں کہ پولیس نے درمیان میں ہی اس پروگرام پر روک لگادی ۔ آل انڈیا سناتن فاؤنڈیشن اور دیگر تنظیموں کی طرف سے منعقدہ اس 'مہاپنچایت' سے خطاب کرتے ہوئے ملعون زمانہ شخص یتی نرسنگھا نند نے کہا، 'اگر ہندوؤں کی آبادی کم ہوتی ہے اور مسلمانوں کی آبادی اسی طرح بڑھتی ہے، تو ہزار سالہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی۔

21 اگست کو X پر شیئر کی گئی ایک ویڈیو میں کچھ انتہا پسند ہندو لڑکے ایک مسلمان لڑکے سے بدتمیزی کرتے ہوئے اور اسے 'جے شری رام' کا نعرہ لگانے پر مجبور کرتے ہوئے نظرآئے۔

ویب پورٹل siasat.com نے 21 اگست کو ایک خبر شائع کی کہ جھارکھنڈ کے گریڈیہہ ضلع میں پولس حراست میں ایک دلت شخص ناگو پاسی کی موت واقع ہوگئی۔ متوفی کے اہل خانہ نے دعویٰ کیا کہ اس کی موت پولیس کی پٹائی سے ہوئی ہے اور اس جرم کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کی جائے۔ تاہم پولس نے اپنے دفاع میں بتایا کہ پوچھ گچھ کے دوران ناگو پاسی کو دل کا دورہ پڑا اور اسے گریڈیہہ صدر اسپتال لے جایا گیا، جہاں اس کی فوری موت ہوگئی۔

The Free Press Journal نے 22 اگست کو اُجین، ایم پی سے "لوجہاد" کے نام پر جسمانی تشدد اورحملے کی خبر شائع کی۔ دو مسلم شخص وسیم اور زبیر کو مبینہ طور پر 'لو جہاد' کے الزام میں پولیس کی موجودگی میں ایک ہجوم نے زدوکوب کیا۔ سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی ویڈیو میں بہت ہی دردناک تشدد اور مظالم کے مناظر دکھائے گئے ہیں ۔

ویب پورٹل outlookindia.com نے 21 اگست کو یہ خبر شائع کی کہ آر ایس ایس، وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے لوگوں نے جی ٹی بی نگر نئی دہلی میں اتوار کی نماز کے دوران عیسائی عقیدت مندوں پر حملہ کیا۔ بعد میں ہجوم مقامی تھانے کے باہر جمع ہوگیا۔ متاثرہ شخص نے بتایا کہ انھوں نے نہ صرف ہمیں مارا پیٹا بلکہ ہمارے کپڑے پھاڑنے کی بھی کوشش کی»، اس متاثرہ شخص نے اپنا دایاں ہاتھ پکڑا ہوا تھا، جو مار پیٹ کی وجہ سے زخمی تھا۔ آؤٹ لک انڈیا کے مطابق، ہجوم «جئے شری رام» کا نعرہ لگا رہا تھا ، انتہائی خوف زدہ ہو کر عیسائی برادری کے ارکان نے پولیس اسٹیشن میں پناہ لی۔ جی ٹی بی انکلیو تھانے میں ایف آئی آر درج کرائی گئی ہے۔

ویب پورٹل sabrangindia.in نے 21 اگست کو خبر شائع کی کہ کرناٹک کے باگل کوٹ میں انتہائی اشتعال انگیز تقریریں ہوئی ہیں ۔ اس سلسلے کی ایک ویڈیو میں دائیں بازو کے رہنما کو ہندو جاگرن ویدیکے تقریب کے دوران اشتعال انگیز تقریر کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ دیگر مقررین نے بھی اقلیتوں کے خلاف تشدد کی وکالت کی۔ آر ایس ایس سے وابستہ اس تقریب میں ایک مقرر نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ 2002 میں گجرات میں جو ہوا ہے ، اسے دوہرا یا جائے۔

21 اگست کو یوٹیوب چینل lallanpost نے خبر شائع کی کہ ایک ٹی وی مباحثے میں یتی نرسنگھا نند کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تبصرہ کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ اس نے اپنی تقریر میں کہا کہ اگر موجودہ حالات ایسے ہی رہے تو 2029 میں ملک کا وزیراعظم ایک مسلمان ہوگا۔

ویب پورٹل indiatoday.in نے 23 اگست کو یہ خبر شائع کی کہ جھارکھنڈ کے رام گڑھ شہر میں ماب لنچنگ کا سانحہ رونما ہوا۔ ایک 54 سالہ

مسلم شخص شمشاد انصاری کو مقامی لوگوں کے ایک گروپ نے پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا۔ حملہ پیر کو ہوا، مرحوم شخص پر 22,000 روپے کے فراڈ کا الزام بھی لگایا گیا ۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.org* نے 25 اگست کو مغربی بنگال کے سلی گوڑی میں وشو ہندو پریشد کی طرف سے منعقد ایک ریلی کی خبر شائع کی۔ X پر شیئر کی گئی ایک ویڈیو کے مطابق ریلی میں ہندوتوا کارکنوں کو نفرت انگیز نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا، وہ یہ نعرہ لگارہے تھے "دیش کے غداروں کو گولی مارو سالوں کو"

ٹویٹر اور ویب پورٹل *siasat.com* نے 24 اگست کو خبر شائع کی کہ سدرشن نیوز کے ایڈیٹر سریش چوہانکے، جو اپنی مسلم مخالف ذہنیت اور نفرت انگیز تقاریر کرنے کے لیے مشہور ہے، اس نے X پر ایک کارٹون پوسٹ کیا جس میں مسلمانوں کو چندریان 3 پر پتھر پھینکتے دکھایا گیا ہے۔ یہ چندریاں 3 انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن (ISRO) کے ذریعہ بھارت کی طرف سے چاند پر جانے کا ایک کامیاب منصوبہ ہے۔ اس کارٹون میں ہندی میں ایک ڈسپلے بورڈ بھی شامل کیا گیا ہے جس میں لکھا ہے، "چاند کی زمین وقف کی ملکیت ہے،" اس طرح وقف بورڈ اور مسلمانوں دونوں کا مذاق اڑایا گیا۔

ویب پورٹل *Sabrang India* نے 22 اگست کو ایک خبر شائع کی کہ گھاٹ کوپر، ممبئ، مہاراشٹر میں ایک ہجومی حملہ ہوا ۔ اس سانحہ میں ایک مسلم پیزا ڈیلیوری بوائے پر دائیں بازو کے کارکنوں کے ایک گروپ نے وحشیانہ حملہ کیا۔ مبینہ طور پر،چند افراد کے ایک گروپ نے شاہد سے لائٹ مانگنے کے لیے سڑک کے کنارے رکنے کو کہا۔ جیسے ہی شاہد رکا، ان لوگوں نے اس پر اورنگزیب کی اولاد کہتے ہوئے حملہ کر دیا ، ان لوگوں نے اسے

پیچھے سے مارا اور بے رحمی سے حملہ کیا۔ متاثرہ شخص کے بیان کے مطابق ان لوگوں نے اسے "کچھ ہندو دیوتاؤں" کے نام بولنے پر مجبور کیا ، جب اس نے بات نہیں مانی تو وہ اسے لاٹھیوں اور ہاتھوں سے بے دردی سے مارنے لگے۔ پولیس نے اب تک اس واقعے کے سلسلے میں 4 افراد کو گرفتار کیا ہے۔

23 اگست کو X پر ایک ویڈیو شیئر کی گئی کہ بہار کے سمستی پور میں ایک مسجد کے سامنے چند انتہا پسند ہندو ناچتے اور اشتعال انگیز نعرے لگاتے نظر آئے۔ یہ سن کر کچھ مقامی مسلم نوجوان ان کا پیچھا کرنے کے لیے موقع پر پہنچے تاکہ مسجد کو حملے سے بچایا جا سکے۔ جس کے نتیجے میں ان کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ ٹویٹ کے مطابق اس واقعے کے سلسلے میں پولیس نے کم از کم 4 مسلمانوں کو گرفتار کیا ہے۔

The Hindustan Times نے 26 اگست کو راجستھان کے جے پور سے دلتوں کے خلاف نفرت انگیز جرائم کے ایک اور واقعے کی خبر شائع کی ۔ پولیس نے بتایا کہ جے پور راجستھان کے کوٹ پٹلی قصبہ میں ایک 15 سالہ دلت طالب علم کی موت اس وقت ہوئی جب اس کے اسکول کے دو اساتذہ نے اسے ذات کی بنیاد پر ہراساں کیا۔ متاثرہ شخص کے اہل خانہ نے الزام لگایا کہ اسکول کو ذات پات کے تبصروں کے بارے میں مطلع کیا گیا تھا لیکن اس نے کارروائی کرنے سے انکار کردیا۔ دو اساتذہ وویک یادو اور راج کمار یادو کے خلاف تعزیرات ہند (آئی پی سی) کی دفعہ 203 (قتل) اور 34 (کئی افراد کے ذریعہ کیا گیا مجرمانہ فعل) اور درج فہرست ذات کی دفعہ 3-2 (v) ، شیڈولڈ ٹرائب (پریوینشن آف ایٹروسیٹیز) ایکٹ، 1989۔ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے۔

28 اگست 2023 کو، ویب پورٹل *indiatoday.in* نے مہاراشٹر کے احمد نگر ضلع سے دلتوں کے خلاف ایک اور ذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک اور جسمانی حملے کی اطلاع دی۔ احمد نگر ضلع کے ہرے گاؤں میں ایک بکری اور کچھ کبوتر چوری کرنے کے شبہ میں چار دلتوں کو درخت سے الٹا لٹکا دیا گیا اور لاٹھیوں سے پیٹا گیا۔ واقعے کی ایک ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی جس کے بعد پولیس نے حملے کے الزام میں ایک شخص کو گرفتار کر لیا جب کہ پانچ دیگر فرار ہیں۔

26 اگست کو *Hindustan Times* نے M.P کے ساگر ضلع سے ایک اور واقعہ کی خبر شائع کی، جہاں ایک 20 سالہ دلت لڑکے نتن اہیروار کو 28 سالہ وکرم سنگھ اور دیگر 8 افراد نے پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی بہن کی طرف سے ان کے خلاف درج کیا گیا جنسی ہراسانی کا مقدمہ واپس لینے سے انکار کر دیا۔ واقعے کے بعد متوفی کے اہل خانہ کی جانب سے نو افراد کے خلاف پولیس میں شکایت درج کروائی گئی۔

26 اگست کو ہندی روزنامہ *Dainik Bhaskar* نے دھار ایم پی سے اسلامو فوبیا اور مسلم مخالف مظاہروں کی ایک افسوسناک خبر شائع کی، جہاں دائیں بازو کی تنظیموں سے وابستہ ہندوتوا کارکنوں کے ایک گروپ نے PWD کی زمین سے امام باڑے کو ہٹانے کا مطالبہ کرتے ہوئے اجتماعی طور پر ایک احتجاج منعقد کیا۔ ان شرپسندوں نے اسٹیج سے نفرت انگیز تقاریر کیں اور مبینہ لو جہاد اور لینڈ جہاد کے بارے میں بھڑکاؤ باتیں کیں۔ بعد میں اس ہندو تنظیم کے اراکین کی ایک بڑی تعداد کلکٹریٹ میں جمع ہوئی اور ضلع

کلکٹر کو ایک میمورنڈم پیش کیا جس میں ان سے امام باڑہ کو منتقل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

Times of India نے 28 اگست کو ہریانہ کے گڑگاؤں سے ایک اور مسلم مخالف پوسٹر کی خبر شائع کی۔ گروگرام کی ایک کچی بستی میں چند دکانوں کی دیواروں پر پوسٹر چسپاں کیے گئے تھے، جس میں مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ پیر تک یہاں سے چلے جائیں ورنہ نتائج کا سامنا کرنے کو تیار رہیں ۔ اطلاعات کے مطابق، وی ایچ پی کی شوبھا یاترا کے اعلان سے ایک دن پہلے سیکٹر 69 میں یہ پوسٹر منظر عام پر آیا۔ حالاں کہ وی ایچ پی اس طرح کے پوسٹروں کے ساتھ کسی بھی تعلق سے انکار کرتی ہے۔ اس معاملے میں شکایت درج کر لی گئی ہے۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.in* نے 28 اگست کو بھٹنڈا، پنجاب سے یہ خبر شائع کی کہ گاؤ رکشک دل کے ارکان نے مویشیوں کو لے جانے کے الزام میں ایک ٹرک ڈرائیور کو بے رحمی سے پیٹا۔

ویب پورٹل *hindustangazette.com* نے 28 اگست کو دیو بھومی ابھیان کے ارکان کے ذریعہ رشی کیش، اتراکھنڈ میں ایک مزار کو مسمار کیے جانے کی خبر شائع کی ، اس موقع پر مسلم کیمونٹی کے خلاف قابل اعتراض نعرے بھی لگائے گئے۔

29 اگست *scroll.in* نے گاندھی نگر، نئی دہلی سے اسلامو فوبیا اور مسلم کیمونٹی کے خلاف نفرت پر مبنی افسوسناک واقعہ کی خبر شائع کی۔ ایک سرکاری اسکول کی ٹیچر نے مبینہ طور پر اپنی کلاس کے مسلم طلبہ کو نشانہ بناتے ہوئے فرقہ وارانہ گالیاں دیں۔ گاندھی نگر کے علاقے میں کیلاش نگر گورنمنٹ سرووديہ بال ودیالیہ کی ہیما گلاٹی نے 23 اگست کو اس وقت جارحانہ بیان دیا جب کلاس 9 کے طلبہ چندریان 3 مشن کی کامیابی کا جشن منا رہے تھے۔ بچوں کے والدین کی جانب سے پولیس اور ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن میں شکایت درج کرنے کے بعد اس کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی گئی ہے ۔ گلاٹی کے خلاف آئی پی سی کی دفعہ A 135 (مختلف گروہوں کے درمیان دشمنی کو فروغ دینا)، A 295 (مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا) اور 298 (مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے ارادے سے الفاظ کہنا) کے تحت

مقدمہ درج کیا گیا ہے۔

ویب پورٹل *hindutvawatch.in* نے 30 اگست کو جند، ہریانہ سے مسلم مخالف نفرت انگیزی کی ایک خبر شائع کی۔ خبر کے مطابق دائیں بازو کے رہنما کی سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو وائرل ہوئی ہے جس میں وہ گئو رکشک کے ذریعہ جنید اور ناصر کے قتل کو جائز ٹھہرارہا ہے۔ یہ شخص «گائے کے اسمگلروں» کو اسی طرح قتل کرنے کی دھمکی بھی دے رہا ہے ۔

Indian Express نے 31 اگست کو گجرات کے بھروچ سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان مویشی تاجر عاقب پٹھان خان کے خلاف جسمانی حملے کی خبر شائع کی۔ اجمیر درگاہ دھماکہ کیس کا ایک مجرم مکتا نند سوامی عرف

بھاویش پٹیل (44) - جو 2018 سے ضمانت پر ہے — نے دو نوجوانوں کے ساتھ جھگڑا کیا ، اس کے بعد بھروچ شہر میں کشیدگی پھیل گئی۔ متاثرین کے مطابق مکتا نند سوامی نے انہیں دوبارہ اس سڑک کا استعمال نہ کرنے کو کہا۔ «میں نے جواب دیا کہ دریا کے کنارے تک پہنچنے کے لیے یہ میرا معمول کا راستہ ہے»۔ پٹیل نے بحث جاری رکھی اور مجھ سے 'سڑک کا استعمال نہ کرنے کو کہا اور مجھے تین بار تھپڑ مارا اور بعد میں قریب پڑے کودال سے مجھ پر حملہ کیا'۔ بعد میں ایک پولیس کانسٹیبل آیا اور مجھے تھانے اور پھر ہسپتال لے گیا جہاں میرے سر پر چار ٹانکے لگے۔